8

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

یکم تا 7 مارچ 2007ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

قتل عمد

شہادت علی الناس کا طریقۂ کار

اوراب اسرائیل پالیسی پر یوٹرن

مراکش میں احیائے اسلام کی تحریک

ایم ایم اے کا افسوسناک کردار

مسلمان عورت کا پرچہ آخرت

اگر کلمہ طیبہ پر اعتراض ہوا تو؟

تفہیم المسائل

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

فیصلے کی گھڑی

آج امت مسلمہ کی حالت یہ ہے کہ خلافت ختم ہو چکی ہے۔ جہاد کے لئے مرکز موجود نہیں جس کی وجہ سے ہم دہشت گردی اور جہاد میں فرق سمجھتے ہوئے بھی دنیا کو قائل نہیں کر پا رہے۔ اگر امت کا ایک مرکز ہوتا تو جہاد کے اعلان سے تمام امت متحد ہو کر مغربی اقوام کی یلغار کا مقابلہ کرتی۔ عجیب صورتحال ہے، بیرونی طور پر دشمن ہمیں برباد کر رہا ہے اور اندرونی طور پر ہم خود اپنی بربادی کا سامان کر رہے ہیں۔ آج امت اللہ کے ذکر سے غافل ہے اور شیطان کے حربوں، موسیقی، ڈرامے، کھیل تماشے، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور فلموں کے اثرات کے شکنجے میں پوری طرح جکڑی ہوئی ہے۔ آج ہمارے دل شیطان کی آماجگاہ ہیں۔ ملائکہ ہمارے لیے دعا گو نہیں۔ امت عذاب کی مستحق بن چکی ہے۔ یہ عذاب مغربی اقوام بشمول امریکہ اور اسرائیل کی یلغار کی صورت میں بس آیا ہی چاہتا ہے۔ بدقسمتی سے ہم درمیان میں لٹک رہے ہیں، اور کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہے۔ ہماری حالت یہ ہے کہ مغربی اور اسلامی تہذیب کے مابین ایک پنڈولم کی طرح حرکت کر رہے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم دوٹوک فیصلہ کریں کہ ہمیں دجال کی دہکائی ہوئی آگ میں کودنا ہے یا عقلِ محض کی بجائے دل کے فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

فتنۂ دجال
ظفر محمود

الھدیٰ (268)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ المائدہ

(آیات: 64 تا 66)

بسم اللہ الرحمن الرَّحیم

﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ
اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ
وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ
جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ
مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾﴾

اور یہود کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ (گردن سے) بندھا ہوا ہے (یعنی اللہ بخیل ہے)۔ انہیں کے ہاتھ باندھے جائیں اور ایسا کہنے کے سبب اُن پر لعنت ہو (اس کا ہاتھ بندھا ہوا نہیں) بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ وہ جس طرح (اور جتنا) چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ اور (اے محمدؐ) یہ (کتاب) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی' اس سے ان میں اکثر کی شرارت اور انکار اور بڑھے گا۔ اور ہم نے اُن کے باہم عداوت اور بغض قیامت تک کے لئے ڈال دیا ہے۔ یہ جب لڑائی کے لئے آگ جلاتے ہیں' اللہ اُس کو بجھا دیتا ہے اور یہ ملک میں فساد کے لئے دوڑے پھرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیز گاری کرتے' تو ہم اُن سے اُن کے گناہ محو کر دیتے اور اُن کو نعمت کے باغوں میں داخل کرتے۔ اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر نازل ہوئیں اُن کو قائم رکھتے تو (اُن پر رزق مینہ کی طرح برستا کہ) اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔ ان میں کچھ لوگ میانہ رَو ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کے اعمال بُرے ہیں۔"

اور یہود نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا' یعنی اللہ کی رحمت جو ہم پر تھی' وہ بند ہو گئی۔ ہمارے ہاں جو نبوت تھی وہ نہ رہی' بلکہ اب بنی اسماعیل اس سے سرفراز ہو رہے ہیں' یا منافقین نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا' وہ تو ہم سے قرض حسنہ مانگتا ہے۔ اُن کا یہ قول قرآن میں نقل ہوا ہے کہ "اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ" (بے شک اللہ مفلس ہے اور ہم دولت مند ہیں)۔ فرمایا یہ بات نہیں بلکہ اُن کے اپنے ہاتھ بندھ گئے ہیں یا بندھ جائیں' اور اُن پر لعنت ہے اس کے سبب جو انہوں نے کہا۔ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور یقیناً جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا' وہ اُن کی سرکشی اور کفر کو زیادہ کرے گا۔ یعنی جیسے جیسے اللہ آپ پر آپ کے ساتھیوں پر احسان کر رہا ہے' اور تمہیں غلبہ حاصل ہو رہا ہے' ان کی سرکشی اور ضد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد تو خصوصاً عرب کے اندر صورت حال بڑی تیزی سے بدلنا شروع ہو گئی تھی۔ ایسے میں بجائے اس کے کہ وہ سمجھ لیتے کہ حق کیا ہے اور یک سوئی سے اُس کا ساتھ دیتے' اُن کے اندر حسد کی آگ بڑھتی چلی گئی۔

اور ہم نے ان کے مابین قیامت تک کے لئے دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے۔ جب بھی کبھی جنگ کے لئے آگ جلاتے ہیں' اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے۔ جنگ احزاب تو خاص طور پر یہودی سازش کے نتیجے میں برپا ہوئی۔ یہ اِدھر اُدھر جا کر' وفد بھیج کر قبائل کو مسلمانوں پر حملہ کرنے پر اکساتے تھے' اور کہتے تھے کہ اندر سے ہم تمہاری مدد کریں گے' باہر سے تم حملہ کرو' اس طرح یہ جنگ کی آگ بڑھکاتے تھے' مگر اللہ اُسے بجھا دیتا اور پھر بھی یہ زمین میں فساد مچانے کے لئے بھاگ دوڑ کرتے رہتے۔ فرمایا' اللہ ایسے مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق زندگی گزاری جائے تو معاشرے پر طرح طرح کی برکات کا نزول ہوتا ہے۔ جبکہ نافرمانی کے نتیجے میں انتشار اور پریشانی چھائی رہتی ہے' اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم اُن سے اُن کی برائیوں کو دور کر دیتے اور لازماً انہیں نعمتوں سے بھرپور باغوں میں داخل کرتے' مگر اہل کتاب میں سے بیشتر نے احکام الٰہی کی پیروی نہیں کی۔ اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم کرتے' احکام الٰہی کو نافذ کرتے' تو اپنے اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی۔ یعنی اُن پر اوپر سے بارش نازل کی جاتی اور قدموں کے نیچے سے پانی کے چشمے ابلتے' جو طرح طرح کی نعمتوں کی فراہمی کا سبب بن جاتے۔ اللہ کے احکام تورات اور انجیل کی صورت میں اُن پر اس لئے نازل کئے گئے تا کہ وہ اُن کو معاشرے میں نافذ کریں' اُن کے مطابق زندگی گزاریں اور اُن ہی کی روشنی میں فیصلے کریں۔ نزول قرآن کا بھی یہی مقصد ہے کہ قرآن جو ضابطہ حیات ہے' اس کے احکام کو نافذ کیا جائے۔ ان اہل کتاب میں تھوڑے سے لوگ ایسے بھی ہیں جو درمیانی راہ پر (یعنی راہ راست) پر ہیں اور اُن کی اکثریت بُری حرکتیں کرنے اور ناپسندیدہ رویہ رکھنے والوں پر مشتمل ہے۔

فرمانِ نبویؐ

باجماعت عشاء اور فجر کی نمازوں کی فضیلت

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلَّى الْعِشَاۗءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ' وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ)) (رواہ مسلم)

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ لی' وہ گویا آدھی رات تک عبادت میں مصروف رہا' اور جس نے صبح کی نماز بھی باجماعت پڑھ لی تو گویا وہ تمام رات ہی نماز پڑھتا رہا۔"

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قتل عمد

پتنگ بازی یقیناً اہل ہند خصوصاً اہل پنجاب کا دیرینہ شغل ہے۔ غیر منقسم پنجاب میں امرتسر، لاہور اور قصور میں یہ کھیل بہت مقبول تھا۔ میدانوں میں کبڈی، اکھاڑوں میں کشتی اور چھتوں پر پتنگ بازی کے علاوہ پنجابی کسی اور کھیل سے واقف بھی نہیں تھا۔ انگریز اپنے ساتھ کرکٹ لائے' لیکن ایک عرصہ تک یہ کھیل امراء اور حکمرانوں تک محدود رہا۔ پتنگ بازی کا شغل موسم سرما کے آغاز سے ہوتا اور گرمی کا موسم شروع ہونے سے پہلے ختم ہو جاتا۔ سیزن کے اختتام پر بسنت منائی جاتی۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ ایک موسمی تہوار سمجھا جاتا تھا۔ اِس کا ہندو اور مسلم سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اِسی لیے پرانے ''لاہوریے'' بسنت پالا اُڑنت کہا کرتے تھے (یعنی بسنت کے بعد سردی اُڑ جاتی ہے)' اور سردیوں کا پتنگ فروش موسم گرما میں برف بیچتا تھا۔ بسنت کے روز اندرون شہر کی چھتوں سے بوکاٹا کے نعرے بھی لگتے تھے۔ اکثر گھروں کی خواتین کھانا پکا کر چھتوں پر ہی بھجوا دیتی تھیں' جس میں گجریلا بطور سویٹ ڈش کے ہوتا تھا۔ یہ کہنا بھی خلاف حقیقت ہوگا کہ معاشرے کے صرف بُرے لوگ پتنگ بازی کرتے تھے' البتہ اُس وقت اِس کھیل پر شدید تنقید ہوتی تھی جب کوئی بچہ چھت سے گر کر زخمی ہو جاتا تھا۔ علاوہ ازیں چھتوں کے اوپر نیچے ہونے کی وجہ سے بے پردگی کا احتمال رہتا تھا لیکن بعض لوگوں کے لیے یہ بات شاید ناقابل یقین ہو کہ عملی طور پر اِس نوعیت کی شاذ ہی کوئی شکایت سننے کو ملتی تھی۔ ہر کھیل میں فاول پلے ہوتا ہے' اس کھیل کا بھی فاول پلے تھا' جسے ''ہاتھ مارنا'' کہا جاتا تھا۔ تب یہ کھیل اُس زمانے میں بھی اپنی بدترین صورت میں ظاہر ہوتا تھا، دوطرفہ اینٹ بازی ہوتی جس کی زد میں بعض اوقات غیر متعلقہ لوگ بھی آ جاتے تھے، البتہ ایسے حادثات بہت کم ہوتے تھے۔ لیکن گذشتہ پندرہ بیس سال سے یہ ''بسنت'' پالا اُڑنت کی بجائے گردن اڑنت بن گئی ہے۔ گلے اگر صرف کھلاڑیوں کے کٹتے تو کہا جا سکتا تھا کیوں کھیلتے ہیں ایسا کھیل' جس سے جان جاتی ہے۔ انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس کھیل سے راہ گیر ہلاک ہوتے ہیں' جن میں اکثریت معصوم بچوں کی ہوتی ہے۔ اور جب سے بسنت نے روشن خیالی کی چادر اوڑھی ہے یہ تہوار بے حیائی، بے ہودگی اور لچر پن کی علامت بن گیا ہے۔ عورتوں کو کوٹھوں پر لا بٹھاتے ہیں۔ غیرت اور حیا کا جنازہ دھوم دھام سے اُٹھتا ہے۔ فائرنگ سرحدوں پر بند کر کے چھتوں پر شروع ہو گئی ہے۔ ڈیک کی چیخ و پکار اور بے ہنگم میوزک سے کان پھٹے جاتے ہیں۔

گذشتہ ایک دو ماہ سے ملک میں اس قدر بم دھماکے اور خونریز واقعات ہوئے ہیں کہ کئی سالوں میں نہیں ہوئے ہوں گے۔ عدالتیں کسی کو انصاف کیا دلاتیں' وہ خود خون میں لت پت ہو گئیں۔ پاکستانیوں کا اِن دنوں میں جتنا خون بہا ہے یورپ میں اتنا پانی بہنے پر تشویش کا اظہار ہوتا ہے۔ بسنت سے دو دن پہلے جنونی ہندوؤں نے سمجھوتہ ایکسپریس کے اُن ڈبوں کو بموں سے اُڑا دیا جن میں پاکستانی مسافر سوار تھے۔ بعض لوگ توقع کر رہے تھے کہ اس جانکاہ حادثہ کی وجہ سے بھارتی دہشت گردی کا شکار ہونے والے مسافروں کے سوگ میں بسنت کا جشن منسوخ کر دیا جائے گا۔ ادھر وہ سفید ڈائن جس کے منہ کو مسلمان کا خون لگ گیا ہے' عراق اور افغانستان میں خون کے دریا بہا کر اب ایران کا رخ کر چکی ہے۔ بُش کی انگلی ٹریگر پر ہے وہ کسی بھی وقت فائر کر سکتا ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہمارے حکمران بسنت کا جشن منا رہے ہیں۔ سنا ہے ہندوستان میں اگر کوئی بہت طویل العمر انسان انتقال کر جاتا تو اُس کے جنازے کے ساتھ بینڈ باجے کا بندوبست کیا جاتا تھا۔ شاید ہمارے حکمرانوں کے نزدیک امت مسلمہ بھی بہت بوڑھی ہو گئی ہے، اسی لیے اندوہ ناک اموات کے درمیان شادیانے بجائے جا رہے ہیں۔ ہماری بے حسی اب درندگی کی صورت اختیار کر رہی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا تعلق قاتلوں کے ایسے گروہ سے ہے جو لاشوں پر بھنگڑا ڈالتے ہیں۔ کون نہیں جانتا تھا کہ کیمیکل ڈور اب بھی (باقی صفحہ 19 پر)

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر"

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 16 — شمارہ 8
یکم تا 7 مارچ 2007ء
11 تا 17 صفر المظفر 1428ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

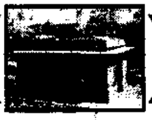

چھپن ویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحبِ ہوش — اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش!

کس کو معلوم ہے ہنگامۂ فردا کا مقام — مسجد و مکتب و مے خانہ ہیں مدّت سے خموش!

میں نے پایا ہے اسے اشکِ سحر گاہی میں! — جس دُرِ ناب سے خالی ہے صدف آغوش!

نئی تہذیب تکلّف کے سوا کچھ بھی نہیں — چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گلگونہ فروش!

صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے — گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش!

1۔ اے مسلمان! اس دنیا کے علاوہ بھی' جو تجھے آنکھوں سے نظر آتی ہے اور جس میں رات دن آتے رہتے ہیں' ایک باطنی دنیا ہے' جس میں نہ شب و روز ہیں' نہ ماضی ہے' نہ مستقبل ہے' بلکہ ایک ہی وقت رہتا ہے' یعنی حالِ لمحۂ موجود۔ اگر تُو اپنی خودی کو اس کے انتہائی نقطۂ کمال تک پہنچا دے' یعنی اس کے اندر خدائی صفات کا عکس پیدا کر لے تو تجھے بھی اِس باطنی جہان سے آگاہی حاصل ہو سکتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جب تُو دنیاوی زمان و مکاں کی قید سے آزاد ہو جائے گا تو تجھے اِس روحانی و باطنی زمان کا باطنی طور پر احساس ہوگا' جس میں نہ فردا ہے نہ دوش' جس کی تفہیم کے لیے تجھے اپنے اندر جمالِ خداوندی کا عکس پیدا کرنا لازمی ہے' کیونکہ اُس کے جمال میں یہ وصف ہے کہ زمانہ ہر وقت ''حال'' میں رہتا ہے۔ اکبر الٰہ آبادی نے اللہ کی اِسی شانِ جمال کو اس طرح واضح کیا ہے:

کیا بات ترے جمال میں ہے
ہر وقت زمانہ حال میں ہے

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس طرح اللہ زماں و مکاں سے بالاتر ہے' مومن بھی جب مرشدِ کامل کی توجہ سے اپنے اندر صفاتِ ایزدی کا عکس پیدا کر لیتا ہے تو زمان و مکاں سے بالاتر ہو جاتا ہے۔

2۔ چونکہ وہ مسجدیں' مدرسے اور خانقاہیں' جہاں کبھی لوگوں کو معرفت اور عشقِ الٰہی کی شراب پلائی جاتی تھی' مدتوں سے خاموش اور سنسان پڑی ہیں' اس لیے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُمت کل یعنی زمانۂ مستقبل میں کوئی ہنگامہ برپا کرے گی یا نہیں۔

3۔ جب مسلمان رات کے پچھلے حصے میں اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے اور آنسوؤں سے اپنی ندامت کا اظہار کرتا ہے تو وہ آنسو' موتیوں سے بڑھ کر قیمتی اور خوبصورت ہوتے ہیں' بلکہ یہ آنسو وہ موتی ہیں جو کسی صدف سے حاصل نہیں ہو سکتے۔

4۔ مغربی تہذیب سراسر تصنّع پر مبنی ہے' لیکن جس شخص کا چہرہ ایمان کے نُور سے روشن ہو' اُسے غازہ اور گلگونہ کی حاجت نہیں ہوتی۔

5۔ ''صاحبِ ساز'' سے مراد ہے وہ سالک جو اپنے باطن کی اصلاح کر رہا ہو۔ اقبال نے دوسرے مصرعے میں ساز کی مناسبت سے آہنگ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ آہنگ کے لغوی معنی سرور یا نغمہ کے ہیں۔ غلط آہنگ اُس شخص کو کہتے ہیں جو راگنی غلط طریقے سے گائے۔ ''سروش'' کے لغوی معنی فرشتہ یا آوازِ غیب کے ہیں' لیکن یہاں مراد کشف ہے۔ اس شعر کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ہر دانشور ہمیشہ اپنی رائے کو صحیح جانتے ہوئے حرفِ آخر سمجھ لیتا ہے' تاہم اس حقیقت کو ضرور پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ کبھی کبھی غلطی کا بھی امکان ہو سکتا ہے۔

منبر و محراب

سلسلہ پیغامِ قرآنی

شہادت علی النّاس کا طریقۂ کار

مسجد دارالسلام' باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 9 فروری 2007ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

شہادت علی الناس کی جس ذمہ داری کے لئے امت محمد ﷺ کو منتخب کیا گیا تھا' افسوس کہ آج امت اُسے فراموش کر چکی ہے۔ یہ بات کہ اُسے پوری انسانیت پر دین حق کی قولی اور عملی گواہی دینی ہے' تو کجا' آج کے مسلمان تو اِس شعور سے بھی محروم ہو چکے ہیں کہ نظام خلافت کے بغیر ہماری اجتماعیت کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ خلافت اور امارت کی اِسی اہمیت کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد مسلمانوں نے جس چیز پر فوری توجہ دی' وہ خلافت تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خلیفہ بننے کے بعد یہ مسئلہ حل ہوا اور اِس طرح خلافت راشدہ کا آغاز ہوا' جو حضرت علیؓ کے دور تک چلتی رہی۔ بعد ازاں اگرچہ خلافت آہستہ آہستہ زوال کا شکار ہوتی گئی' تاہم کم از کم نام کی حد تک خلافت کا ادارہ ہر دور میں موجود رہا۔ تا آنکہ 1924ء میں مصطفیٰ کمال اتاترک نے اِس کی تنسیخ کا اعلان کر دیا' اور خلافت کی تنسیخ کے نتیجے میں مسلمان نہ صرف مرکزیت سے محروم ہو گئے' بلکہ خلافت ہی کو بھول گئے۔ یہ تو انہیں اب صدر بش منفی انداز میں یاد دلا رہے ہیں کہ القاعدہ چین سے اسپین تک خلافت قائم کرنا چاہتی ہے۔

خلافت کا نظام اِس لئے بھی ضروری ہے تاکہ امت مسلمہ پوری دنیا پر شہادت علی الناس کی ذمہ داری ادا کر سکے۔ کیونکہ جب نظام خلافت قائم ہوگا تو مسلمان دنیا کو بتا سکیں گے کہ یہ ہے ہمارا آئیڈیل نظام' یہ ہے ہمارا دین' اور یہ صرف مسجد تک محدود نہیں' بلکہ ریاست اور اجتماعیت کا دین ہے۔ یہ زندگی کے ہر گوشے اور ہر شعبے میں اپنی بالادستی چاہتا ہے۔ اس کی منشا یہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہر جگہ پر اللہ کی حکمرانی ہو۔ سیاسی' سماجی' معاشی اور تمدنی ہر میدان میں اللہ کا قانون شریعت غالب ہو۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان شہادت علی الناس کی ذمہ داری ادا کرتے رہے' غلبہ اور سربلندی اُن کا مقدر رہی اور جب اُسے ترک کیا تو وہ ذلیل و خوار ہو گئے۔

اِس ذمہ داری کے ضمن میں اہم سوال یہ ہے کہ آج جب کہ بحیثیت مجموعی امت اپنی اِس ذمہ داری کو بھلا بیٹھی ہے' ہم شہادت علی الناس کا فریضہ کیسے ادا کریں۔ اِس سلسلے میں سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ امت کو یاد دلایا جائے کہ دنیا والوں پر دین حق کی گواہی تمہارا فرض منصبی ہے۔ اور اس کے بعد دنیا والوں پر دین حق کی گواہی قائم کی جائے۔ اور جیسا کہ کہا گیا کہ یہ اُسی صورت ہو سکتا ہے جب ہم پہلے اپنے ہاں خلافت کا نظام قائم کر لیں۔ اِس کے بغیر شہادت علی الناس کا فریضہ ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر آپ دنیا والوں سے کہیں کہ اسلام ایک آئیڈیل نظام زندگی ہے تو اُن کی طرف سے الزامی جواب آئے گا کہ تم کس اسلامی نظام کی بات کرتے ہو' کیا تم نے خود اُسے زمین کے کسی حصے پر بالفعل قائم کیا ہے' اگر نہیں تو پھر ہمیں کس منہ سے اُس کی دعوت دیتے ہو۔

> بے حیائی شیطان کا انتہائی خطرناک ہتھیار ہے' جسے وہ انسان کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ جب حیا رخصت ہو جائے تو انسان حقیقت کے اعتبار سے حیوان بن جاتا ہے۔ پھر اُس کے لئے شرعی احکام' اصول وضوابط' حلال وحرام اور جائز وناجائز کی اہمیت باقی نہیں رہتی۔

شہادت علی الناس کے لئے طریقہ کار کیا ہے' اس سلسلہ میں رہنمائی سورۂ آل عمران کی آیت 104 میں فراہم کی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد کے لئے تیار ہو جائیں اور فیصلہ کر لیں کہ ہمیں بہر صورت اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد بندگی کو نبھانا ہے' انہیں چاہیے کہ ایک جماعت کی صورت میں جمع ہو جائیں اور پھر تین کام کریں۔

پہلا کام ہے ''یدعون الی الخیر'' یعنی وہ لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں' اور خیر و بھلائی کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے' لہٰذا قرآن کی دعوت دیں' اس کی تعلیم دیں' تاکہ معلوم ہو کہ دین کے تقاضے کیا ہیں' اللہ تعالیٰ بندوں سے کیا چاہتا ہے' اور اگر آج مسلمان دنیا میں ذلیل و خوار ہیں تو اُس کا سبب کیا ہے' اور قرآن کا نسخۂ کیمیا اِس کا کیا علاج تجویز کرتا ہے۔ یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ خیر کی یہ دعوت قرآن اور اسلام کی طرف ہونی چاہیے' کسی مخصوص فرقے یا مسلک کی طرف نہیں ہونی چاہیے۔

دوسرا کام ہے ''ویامرون بالمعروف'' یعنی وہ لوگوں کو معروف کا حکم دیں' انہیں نماز روزہ کی تلقین کریں' فرائض و واجبات کی تعلیم دیں' اُن کی ترغیب و تشویق دلائیں۔ معروف کے دائرے میں وہ تمام اچھے کام آتے ہیں' جو فطرت انسانی کے نزدیک جانے پہچانے ہیں۔

تیسرا کام ہے ''وینھون عن المنکر'' یعنی وہ لوگوں کو منکر سے منع کریں' منکرات کا شعور بیدار کریں' معاشرے میں پھیلنے والی مختلف برائیوں اور گناہ کے کاموں سے روکیں۔ مثلاً حرام خوری' سود' بددیانتی' لوٹ کھسوٹ' ملاوٹ' جعل سازی وغیرہ۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بے پردگی کا قلع قمع کریں۔ بے حیائی کا جو سیلاب آ رہا ہے' اُس کے آگے بند باندھیں۔ یاد رکھیے! بے حیائی شیطان کا انتہائی خطرناک حربہ اور حد درجہ موثر ہتھیار ہے' جسے وہ انسان کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ اِس کے ذریعے وہ لوگوں کو شریعت کی پابندیوں سے آزاد کراتا ہے' کیونکہ جب حیا رخصت ہو جائے تو انسان

حقیقت کے اعتبار سے حیوان بن جاتا ہے۔ پھر اُس کے لئے شرعی احکام' اصول وضوابط' حلال وحرام اور جائز و ناجائز کی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو جی میں آئے کر۔

شیطان اور اُس کے ایجنٹ آج خیر وشر اور معروف ومنکر کے معیارات تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ انہی کوششوں کا اثر ہے کہ معروفات لوگوں کی نگاہ میں منکرات بنتے جا رہے ہیں اور منکرات مزین ہو کر معروف قرار پا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر عورت کے لیے پردہ اسلام کا حکم ہے۔ ہماری پوری تاریخ میں خواتین اس حکم پر عمل پیرا رہی ہیں' اُسے پسند کیا جاتا رہا ہے' مگر آج اُسے ترقی میں رکاوٹ کہا جا رہا ہے۔ لوگوں کے ایک خاص طبقے میں اگر کوئی عورت پردہ کرنے کا قطعی فیصلہ کرتی اور اُس پر عمل شروع کر دیتی ہے' تو وہ لوگ اُس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اُسے عجیب نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور وہ اجنبی بن کر رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس بے پردگی اور بے حیائی بہت بڑا منکر ہے۔ حیا تو ایمان کا حصہ ہے اور عورت کا تو حسن اور زیور ہے' مگر ابلیسی قوتوں نے عورت کو ایسا گمراہ کیا ہے کہ وہ اب بے پردگی اور برہنگی میں فخر محسوس کرتی ہے۔ مسلمان خواتین' جو کسی نامحرم کے سامنے آنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں' آج اُن کا حال یہ ہے کہ جسم کی نمود ونمائش کو عزت کا ذریعہ اور ترقی کا معیار سمجھ رہی ہے۔ انہیں ماڈل بننا اچھا لگتا ہے۔ اداکارہ بننے کے شوق میں اپنے لباس حیا سے آزاد ہوتی جا رہی ہیں۔ یہ سب شیطان اور اُس کے ایجنٹوں کا کیا دھرا ہے۔ شیطان کا تو کام ہی برائی کا حکم دینا ہے۔

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (البقرۃ:268)

''(اور دیکھنا) شیطان (کا کہنا نہ ماننا وہ) تمہیں تنگ دستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے۔ اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا ہے (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔''

شیطان برائی کو مزین بنا کر پیش کرتا ہے۔

﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ﴾ (النمل:24)

''اور شیطان نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر دکھائے ہیں اور ان کو راستے سے روک رکھا ہے۔ پس وہ راستے پر نہیں آتے۔''

منکر کی سب سے بڑی صورت باطل نظام ہے' جو اللہ کی بندگی کی بجائے انسانی حاکمیت کے تصور پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ نظام منکرات کا محافظ ہے۔ یہ بندگانِ خدا کو اللہ

پریس ریلیز

23 فروری 2007ء

امریکہ کے مطالبے پر ملکی دستور سے اسلامی شقوں کو کھرچنے کی تیاری ہو رہی ہے

جامعہ حفصہ کی غیرت مند طالبات نے حق کے لیے سر پر کفن باندھ کر قوم کو راہ عمل دکھائی ہے

حافظ عاکف سعید

نائن الیون کے بعد پاکستانی حکمران امریکہ کے آگے ایسا جھکے کہ ہر چیز اس کے قدموں میں قربان کر دی۔ حالانکہ یہ کیفیت تو اللہ کے ساتھ مطلوب ہے کہ اس کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کر دیا جائے۔ پہلے یوٹرن پر حکمرانوں نے سمجھا تھا کہ شاید بات یہیں ختم ہو جائے گی لیکن اللہ کے بجائے امریکہ کے سامنے جھکنے کی یہ سزا ملی کہ اب تو یوٹرن کی ایک سیریز ہے کہ جس کا سلسلہ رکنے میں نہیں آ رہا۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں مجبوراً کشمیر سے بھی یوٹرن لینا پڑا ہے اور جس جدوجہد آزادی کو ہم خود جہاد کہہ رہے تھے' آج اسے امریکہ کے حکم پر دہشت گردی کہنا پڑ رہا ہے۔ حتیٰ کہ انڈیا نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ کشمیر میں دراندازی رک گئی ہے۔ اسی طرح نظریہ پاکستان جس پر ملک کی اساس اور استحکام کا دارومدار ہے اس سے بھی یوٹرن لیا جا رہا ہے۔ نظریہ پاکستان سے اعلان برأت کے طور پر مندروں کی تعمیر اور تزئین پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے تا کہ پاکستان اور بھارت کے کلچر میں جو تھوڑا بہت فرق رہ گیا ہے وہ بھی ختم ہو جائے۔ روشن خیالی کے خوشنما عنوان کے تحت دینی اقدار سے یوٹرن لے کر ایک نیا اسلام متعارف کرایا جا رہا ہے' جس کے ارکان خمسہ میں مخلوط میراتھن ریس' راگ رنگ کی محفلیں اور بسنت نمایاں مقام کے حامل ہیں۔ بسنت منانا اتنا ضروری ہے کہ اس کے لئے قانون سازی کی جا رہی ہے' گویا یہی ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور شاید بسنت منانے سے ملک خوشحال ہو جائے گا۔ اگر ایک طرف نصاب تعلیم سے جہادی آیات کو کھرچ دیا گیا ہے تو دوسری طرف ملکی دستور سے اسلامی شقوں کو کھرچنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ یہ کس کو خوش کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے لیکن اس فرعون وقت کے مطالبات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ قبائلی علاقوں میں کارروائی کے لیے اب وہ ہمیں بھی کسی خاطر میں لانے کو تیار نہیں۔ یہ سب ہمارے قومی جرائم کی سزا ہے۔ بحیثیت مجموعی دین سے غداری اور بے وفائی پوری قوم نے کی ہے۔ قوم کی اکثریت اللہ اور دین کو بھول کر دولت پرستی' مغربی تہذیب اور شادی بیاہ کے موقع پر ہندوانہ رسومات کو اختیار کیے ہوئے ہے۔ جب تک ہم اجتماعی توبہ نہ کریں اور ساٹھ سال سے دین قائم نہ کر کے جس مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کیا ہے' اس کا تدارک نہ کریں ہمارے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ اب تو صدر پاکستان کے لب ولہجے سے بھی محسوس ہوتا ہے کہ شاید امریکہ کے سامنے ڈٹ جانے کا وقت آ گیا ہے' جو انہیں بہت پہلے کرنا چاہیے تھا۔ اب ہمیں اللہ کی طرف ایک بڑا یوٹرن لینا ہو گا اور امریکہ پر توکل و بھروسہ ختم کر کے اللہ پر توکل کرنا ہو گا۔ امریکہ کے مقابلے کے لیے ہمیں ایک بڑے مضبوط سہارے کی ضرورت ہے' وہ سہارا اللہ کی ذات ہے۔ اگر ہم قیام پاکستان کے وقت کیے گئے وعدے کے مطابق جس کا قائد اعظم اور علامہ اقبال نے عزم کیا تھا' یہاں اسلامی نظام قائم کر دیں تو اللہ کی تائید ونصرت سے نہ صرف اپنی ایٹمی صلاحیت کی حفاظت کر سکیں گے بلکہ مثالی اسلامی ریاست کے نمونہ کے طور پر دنیا کی رہنمائی اور قیادت کے لئے مضبوط قوم بن کر ابھریں گے۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ جامعہ حفصہ اسلام آباد کی تین ہزار باغیرت اور باپردہ طالبات نے حق کے لیے سر پر کفن باندھ کر قوم کو راہ عمل دکھائی ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ حکومت مساجد ومدارس گرانے کا فیصلہ واپس لے' نام نہاد تحفظ نسواں بل کے بجائے حدود آرڈی نینس کو بحال کرے اور رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کیا جائے۔ ان کے یہ سارے مطالبات برحق ہیں کیونکہ یہ ملک اسلام کے لیے بنایا گیا تھا' انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کر کے امریکہ کی غلامی کے لیے قائم نہیں ہوا تھا۔ عوام کو چاہیے کہ ان طالبات کی آواز میں اپنی آواز شامل کر کے اپنی سابقہ غفلت اور کوتاہیوں کا ازالہ کرے۔ حکومت بھی طالبات کے ان مطالبوں کو سنجیدگی سے لے اور ان کی آواز کو دبانے کے لیے کوئی غلط راستہ اختیار نہ کرے' ورنہ بدنامی اور شرمندگی کے سوا اس کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر واشاعت)

وحدہ لاشریک کی غلامی سے آزاد کر کے بندوں کی غلامی میں دے دیتا ہے' نتیجتاً انسان پر انسان کے حاکم بننے سے دنیا ظلم وعدوان کی آماجگاہ بن جاتی ہے۔ اور زمین پر شر وفساد کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آج دنیا میں صاف دکھائی دیتا ہے کہ دنیا میں غیر اسلامی نظاموں کے سبب انسانیت ظلم کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے اور بظاہر خوشنما دکھائی دینے والے نظام انسانیت کو ایک ایسی کھائی میں دھکیل رہے جہاں آگ کے شعلے اُسے بھسم کر رہے ہیں۔ ان نظاموں کی حقیقت بقول اقبال یہ ہے کہ

ع چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر

برائی کو روکنے کے شریعت نے تین درجے بتائے ہیں۔ سب سے پہلا درجہ اُسے ہاتھ سے روکنا ہے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکا جائے اور اگر اس کی بھی ہمت نہ ہو تو کم از کم دل میں اُسے ضرور برا سمجھا جائے۔

انقلاب محض دعوت سے نہیں آ سکتا' اگر ایسا ہو سکتا تو نبی اکرم کی رحمت للعالمینی ہرگز تلوار کے استعمال کو گوارا نہ کرتی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو کوئی بھی تم میں سے کسی منکر کو دیکھے تو وہ اپنے ہاتھ سے اسے بدلے۔ اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے (اس برائی کو روکے)۔ اگر اس کی استطاعت بھی نہ ہو پھر اپنے دل سے (برا جانے)! اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

ایک اور حدیث ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّۃٍ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَ اَصْحَابٌ یَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّھَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِھِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِیَدِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِلِسَانِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِقَلْبِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ)) (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی نبی ایسے نہیں گزرا جسے اللہ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں مبعوث کیا ہو مگر یہ کہ اس کے لیے اس کی امت میں سے کچھ (لوگ نکلتے تھے جو اس کے) حواری اور اصحاب ہوتے تھے۔ وہ اس کی سنت کو مضبوطی سے پکڑتے تھے اور اس کے حکم کے مطابق چلتے تھے۔ پھر (ہمیشہ ایسا ہوتا رہا کہ) ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ آ جاتے تھے۔ کہتے وہ تھے جو کرتے نہیں تھے۔ اور کرتے وہ تھے جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ تو جو شخص ایسے لوگوں کے ساتھ جہاد کرے گا اپنے ہاتھ سے تو وہ مومن ہے۔ اور جو ان سے جہاد کرے گا' اپنی زبان سے تو وہ مومن ہے۔ اور جو ان سے جہاد کرے گا' اپنے دل سے وہ بھی مومن ہے۔ اور اس کے بعد تو ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں!''

معلوم ہوا کہ نہی عن المنکر کی اعلیٰ ترین سطح برائی کو قوت سے روکنا ہے۔ لیکن اس کے لئے ایک جماعت کیا طریقہ اختیار کرے' کن کن مراحل سے ہو کر گزرے' اس سلسلے میں رہنمائی سیرت النبی سے لینا ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ کے انقلابی منہج سے روشنی حاصل کرنا ہوگی۔

انقلاب محض دعوت سے نہیں آ سکتا' اور نہ ہی اس کے لئے اس قسم کی کوئی کوشش نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے کہ افراد کا کوئی جتھا توڑ پھوڑ شروع کر دے اور انقلاب آ جائے۔ انقلاب اگر محض دعوت سے آ سکتا تو نبی اکرم کی رحمت للعالمینی ہرگز تلوار کے استعمال کو گوارا نہ کرتی۔ پھر یہ کہ مکی دور میں آپ ؐ کی دعوت کے نتیجے میں کم وبیش ڈیڑھ سو افراد اسلام لے آئے تھے۔ یہ لوگ خانہ کعبہ میں رکھے بتوں کو توڑنے کے لئے اقدام کر سکتے تھے' تاکہ شرک کے نظام کا خاتمہ ہو جائے' لیکن ظاہر ہے' ایسا نہیں ہوا۔

نبی اکرم ﷺ نے تاریخ انسانی کا جو عظیم ترین انقلاب برپا کیا' اس کے لئے ایک منظم جدوجہد کی گئی۔ آپ ؐ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تیار کی۔ اُن کا تزکیہ اور تربیت کی۔ انہیں قرآنی تعلیمات سے آراستہ کیا۔ انہیں حق وصداقت پر قائم رہنے' اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو خندہ پیشانی سے سہنے کا خوگر بنایا۔ اللہ کے کلمہ کے لئے اپنی جان ومال نچھاور کرنے کا جذبہ پیدا کیا۔ مکی زندگی کے تیرہ سالوں میں یہی دعوت وتربیت کا کام ہوتا رہا۔ اس دور میں صحابہ کرامؓ کے لیے ہر قسم کے سخت سے سخت حالات میں بھی حکم یہ تھا کہ وہ انہیں برداشت کریں۔ ہر قسم کی مخالفت کے باوجود اپنے ہاتھ روکے رکھیں۔ یہاں تک کہ خواہ اُن پر تشدد کیا جائے' مشرکین اُن کے قتل کے درپے ہو جائیں' انہیں دہکتی آگ کے انگاروں پر لٹا دیا جائے' لیکن ہاتھ نہیں اُٹھانا' کیونکہ ابھی وہ مرحلہ نہیں آیا کہ نظام کفر کے ساتھ باقاعدہ پنجہ آزمائی کی جائے۔ آپ ؐ کی اس تربیت کے نتیجہ میں صحابہ کرامؓ ایمان ویقین کا چراغ اور استقامت کا کوہ گراں بن گئے۔ اور اس طرح پاکیزہ نفوس کی ایک ایسی جماعت تیار ہوئی کہ اُن میں سے کا ایک فرد ہزار کفار پر بھاری تھا۔

جب اس قسم کی انقلابی جماعت تیار ہوگئی تو ہجرت مدینہ کے بعد اُسے مسلح تصادم کے مرحلہ میں داخل کیا گیا۔ اب مسلمانوں کو قتال کی اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ کفار سے سخت معرکے پیش آئے۔ آخر کار مکہ فتح ہوا' اور جزیرہ نما عرب کی حد تک اسلام ایک غالب قوت بن گیا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ میں داخل ہو کر مرکز توحید کو شرک کی آلائشوں سے پاک کیا' بتوں کو توڑا اور اللہ کی کبریائی کا اعلان ہوا۔

﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا﴾ (بنی اسرائیل)

''اور کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا۔ بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔''

اسلامی انقلاب کے لئے ہمیں بھی اسی ترتیب کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ایک جماعت تشکیل دی جائے۔ اُس کے ممبران کو قرآنی تعلیم دی جائے' اُن کا تزکیہ اور تربیت کی جائے۔ یہ لوگ پہلے اپنی ذات پر احکام الٰہی کو نافذ کریں اور ساتھ ساتھ دعوت کا کام کریں' تاکہ جو لوگ اُسے قبول کریں وہ جماعت کا حصہ بنیں اور جماعت کی قوت میں اضافہ ہو۔ پھر یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کریں۔

نہی عن المنکر کے ضمن میں یہ ترتیب پیش نظر رہے کہ جب تک طاقت حاصل نہیں ہوتی انقلابی جماعت کے ممبران برائی اور منکرات کو زبان سے روکنے کی سعی کریں۔ اس لئے کہ ابھی ''کفوا ایدیکم'' کا مرحلہ ہے۔ زبان سے منکرات کے خلاف جہاد کرتے رہیں اور قرآن کے ذریعے ایمان کی جوت جگائیں' جس طرح کے نبی ﷺ نے کیا تھا۔ اور اس سارے عمل کے دوران اُن کی اصلاح ذات اور اہل خانہ پر خصوصی توجہ رہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسلامی انقلاب کے دعویدار ہوں اور اُن کی اور اُن کے اہل خانہ کی زندگی اسلامی تعلیمات سے مطابقت ہی نہ رکھتی ہو۔

جب جماعت اتنی مضبوط ہو جائے کہ باطل نظام سے ٹکرا سکے تو پھر قوت سے باطل نظام کا راستہ روکنا اور برائی کا انسداد کرنا ہوگا۔ (جاری ہے)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

اب اسرائیل پالیسی پر یوٹرن

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی فکرانگیز تحریر

صدر جنرل پرویز مشرف نے اپنے دورہ مشرق وسطیٰ میں ایک عربی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''مشرق وسطیٰ کے حالات شدید خطرناک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں جو نہ صرف ہمارے لیے بلکہ پوری دنیا کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے دنیا تیار ہو جائے، اس تنازع کو طے کرنے میں اسرائیل پچاس فیصد کردار ادا کر سکتا ہے۔ اسرائیل ایک ملک ہے اور ہمیں اس کے وجود کو تسلیم کرنا پڑے گا۔'' حالات کی جس خطرناکی پر صدر مشرف مضطرب ہو رہے ہیں وہ تو یہود کا مستقبل کا ایجنڈا ہے اور وہ ایجنڈا کیا ہے؟ پہلے ہمیں اُسے سمجھ لینا چاہئے۔

دنیا میں اب تک دو عالمگیر جنگیں ہو چکی ہیں اور ان جنگوں میں یورپی اقوام مدمقابل تھیں' مگر اب جس عالمگیر جنگ (World War) کے لیے تیاریاں جاری ہیں' اس کا مرکز مشرق وسطیٰ ہوگا۔ بائبل میں اس جنگ کو آرمیگاڈان (ARMAGADDON) کہا گیا ہے۔ اور اس جنگ کی حدیث نبوی میں خبر ہے اور اسے ''الملحمۃ العظمیٰ'' اور ''الملحمۃ الکبریٰ'' کہا گیا ہے۔ احادیث میں اسے تاریخ انسانی کی سب سے بڑی اور ہولناک جنگ قرار دیا گیا ہے' جو کئی سالوں پر محیط ہوگی اور خون ریزی کے اعتبار سے دنیا کی تاریخ کی کوئی جنگ اس کے مساوی نہیں ہوگی۔ یہود اور عیسائیوں کے مذہبی فرقہ پروٹسٹنٹ کے پیروکار چاہتے ہیں کہ انسانی تاریخ کی یہ ہولناک اور خوفناک جنگ جلد از جلد ہو جائے۔ پروٹسٹنٹ فرقہ جس کا پہلے امام برطانیہ تھا اب امریکہ ہے اور صدر بُش بھی پروٹسٹنٹ فرقہ کا پیروکار ہے۔ اور یہ ایک نسل ہے جس کو ''واسپ'' یعنی (White anglo saxon protestants) کہا جاتا ہے۔ یہ سب یہود کے پشت پناہ اور مددگار ہیں' بلکہ موجودہ حالات میں یہ مذہبی یہودیوں سے بھی زیادہ اسرائیل کے حمایتی ہیں۔ یہود کا خیال ہے آرمیگاڈان کے نتیجے میں ان کے عظیم تر اسرائیل (Greater Israel) کا خواب شرمندہ تعبیر ہوگا۔

ذرا سوچئے کہ امریکہ اور اس کے حلیفوں کے ذریعے سے جو افتاد مسلمانوں پر آئی ہوئی ہے وہ کس لیے ہے۔ مشرق وسطیٰ کے ایک ملک عراق پر حملہ کیوں کیا گیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ تیل کے وسائل پر قبضہ پانے کے لیے کیا گیا ہے۔ تیل کے وسائل پر قبضہ جزوی مسئلہ ہے' اصل مسئلہ درحقیقت گریٹر اسرائیل کے قیام کی راہ ہموار کرنا ہے۔ 1991ء کی خلیجی جنگ کے اتحادی کمانڈر انچیف نے بعد میں صاف صاف کہہ دیا تھا کہ "We fought for the protection of Israel". یعنی ہم نے یہ جنگ اسرائیل کے دفاع کے لیے لڑی تھی۔

> **اسرائیل کو تسلیم کرنا قومی اور ملی مفاد کے منافی ہے اور درحقیقت یہ اقدام یہود کے عظیم تر اسرائیل کے ناپاک منصوبے کی حمایت اور مدد کرنا ہے**

اسرائیل کی مخالفت نے ہی صدام کو پھانسی کے پھندے تک پہنچایا ہے۔ بغداد پر امریکی قبضہ کے بعد اس وقت کے اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون نے بھی صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ''عنقریب عراق پر ہمارا تسلط ہوگا۔'' صدر بُش اِسی لیے عراق سے اپنی فوجیں واپس بلانے پر آمادہ نہیں ہو رہے اور مزید افواج وہاں بھیجنے پر مصر ہیں اور کونڈ لیزا رائس نے بھی چند ماہ پہلے مشرق وسطیٰ کی تشکیل جدید کی بات کی تھی۔ وہ تشکیل جدید عظیم تر اسرائیل کی راہ ہموار کرنا ہی تو ہے اور اس کے لیے اسکے پے در پے دورے ہو رہے ہیں۔ یہ یہودی ہیں جو بُش اور اس کے ساتھیوں کو مسلمانوں کے خلاف ''Last crusade'' کے لیے چابی دے رہے ہیں اور بُش نے اس کا آغاز کیا ہوا ہے۔

یہودی آرمیگاڈان کے بعد عظیم تر اسرائیل کے قیام کے بعد مسجد اقصیٰ اور گنبد صخرہ کو شہید کر کے اپنا تیسرا معبد سلیمانی (Third Temple) تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور تخت داؤد کو یہاں لا کر رکھیں گے اور اس پر مسیحا آ کر بیٹھے گا۔ جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں۔ پروٹسٹنٹ فرقے کے امام ملک امریکہ کی بھی یہی خواہش ہے کہ یہودی اپنے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور معبد سلیمانی میں تخت داؤد رکھا جائے' تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی دوبارہ نزول ہو۔ بس فرق یہ ہے کہ یہود اپنے مسیحا کے منتظر ہیں اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں۔ یہود اور مسلمانوں کے بعد فلسطین کا خطہ عیسائیوں کے لیے بھی بہت اہم ہے کیونکہ یہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور عیسائی روایات کے مطابق یہیں سولی چڑھے۔ یہیں وہ کوہ زیتون ہے جس پر آپ نے اپنا تاریخی پہاڑی وعظ (Sermon of the mount) ارشاد فرمایا تھا اور مسلمانوں کا تیسرا حرم بھی یہیں ہے، پہلا حرم مکی، دوسرا حرم مدنی اور تیسرا ''الحرم الشریف'' مسجد اقصیٰ ہے۔ یہیں سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا آسمان کی جانب سفر معراج شروع ہوا تھا۔

بہرحال جو صورتِ حال نظر آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ گیریٹر اسرائیل کا قیام فلسطین سے مسلمانوں کے وجود کو ختم کیے بغیر ممکن نہیں اور تھرڈ ٹیمپل بھی مسجد اقصیٰ کی شہادت کے بغیر بننا ناممکن ہے اور یہود اپنے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کسی بھی انتہا پر جانے کے لیے تیار ہیں اور واحد عالمی سپر طاقت ان کے پنجہ تسلط میں ہے ؏ فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے۔ لہٰذا مستقبل میں ہونے والی خونریزی اندھے کو بھی نظر آ رہی ہے' اور جنرل پرویز مشرف اس کے خاتمے کے لیے اسرائیل کو تسلیم کرنا حل سمجھتے ہیں جو سراسر غلط اور حقائق کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ یہودیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ فلسطین کی سرزمین اللہ نے ہمیں دی ہے اور اس پر ہمارا پیدائشی حق ہے۔ آج بدقسمتی سے لبرل مسلمان اور بعض ''وسیع النظر'' علماء بھی ان کے اس دعوے کو تسلیم کر رہے ہیں۔ اس کے لیے قرآن کے ان الفاظ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ ''اُدْخُلُو الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ'' داخل ہو جاؤ اس ارض مقدس میں جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے۔ لیکن یہ لکھ دیا جانا ان معنوں میں تھا کہ اگر جہاد کر کے فتح کر لو گے تو یہ ارض مقدس تمہاری ہوگی۔ جبکہ یہود نے جہاد و قتال سے اعراض کیا تو اللہ کا وہ وعدہ ختم ہو گیا جو ان سے کیا گیا تھا۔ پھر کہا گیا

"فانها محرمة عليهم اربعين سنة" پس اب یہ چالیس برس تک اُن پر حرام کر دیا گیا۔ اس کے بعد بہت تھوڑے عرصے کے لیے یہود کا وہاں قبضہ رہا' قریباً دو ہزار سال قبل 70 عیسوی میں انہیں فلسطین سے بے دخل کر دیا گیا۔ اور وہاں ان کا داخلہ ممنوع تھا اور یروشلم (جس کو اُس دور میں ایلیاء کہا جاتا تھا) تباہ و برباد کر دیا گیا۔ بہر حال فلسطین پر یہودیوں کا کوئی حق نہیں اور اسرائیل یہودیوں کی ناجائز ریاست ہے۔ اگر آج وہ کہہ رہے ہیں کہ "فلسطین ہمارا ہے" تو ان سے پوچھا جائے کہ تم تو یہاں سے دو ہزار سال پہلے نکال دیئے گئے تھے۔ مسلمان تو ابھی دو سو سال پہلے ہندوستان پر قابض تھے۔ چنانچہ پورے ہندوستان پر مسلمانوں کا حق فائق ہے۔ تو پھر اسی اصول کے تحت سپین بھی عربوں کو واپس ملنا چاہئے کیونکہ وہاں کئی صدیوں تک مسلمانوں نے حکومت کی ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے۔

ہے خاک فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہل عرب کا

ایک بات مزید نوٹ کرنے کی ہے کہ یہودی اور عیسائی اسلام اور مسلمانوں کو اپنا مشترک دشمن سمجھتے ہیں۔ اور ان کا سب سے بڑا ہدف پاکستان ہے۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد یہودیوں نے اپنی فتح کا جشن پیرس میں منایا تھا' جس میں ان کے لیڈر بن گوریان نے اپنے خطاب میں کہا تھا کہ ہمیں کسی عرب ملک سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے، اگر ہمیں خطرہ ہے تو وہ صرف اور صرف پاکستان سے ہے۔ حالانکہ 1967ء میں ابھی پاکستان ایٹمی طاقت بھی نہیں تھا اور دنیا کے نقشے پر کسی اہمیت کا حامل ملک بھی نہیں تھا۔ لہٰذا ان حالات میں اسرائیل کو تسلیم کرنا قومی اور ملی مفاد کے منافی ہے اور اسرائیل کو تسلیم کرنا یہود کے ناپاک منصوبے عظیم تر اسرائیل کی حمایت اور مدد کرنا ہے۔ قائد ملت اور پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو دورۂ امریکہ کے دوران یہودیوں نے ایک بڑے استقبالیہ میں کہا کہ آپ اسرائیل کو تسلیم کر لیں تو ہم آپ کو بے شمار مراعات دیں گے تو انہوں نے انتہائی جرأت اور مردانگی سے جواباً کہا کہ "Gentelman! our souls are not for sale" یعنی "حضرات! ہماری روحیں بکاؤ مال نہیں ہیں۔" لہٰذا روحوں کی سوداگری سے بچتے ہوئے پاکستان کی اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کی پالیسی کو برقرار رکھا جائے اور افغان پالیسی کی طرح اس پر یوٹرن لینے سے احتراز کیا جائے۔

✿✿✿✿✿

بقیہ: پرچۂ آخرت

کیا اس حدیث کو پڑھنے کے بعد آپ اپنی الماریوں کا جائزہ لیں گی اور آئندہ زندگی میں اپنے خاوند سے تعاون کرتے ہوئے کپڑوں کے کم جوڑوں پر اکتفا کریں گی۔

6) حضور ﷺ نے فرمایا:

"جس عورت نے اپنے خاوند کو ناراض کیا' اس پر اللہ کی لعنت ہے"۔ (ابن حبان)

اور فرمایا:

"تو دیکھ' پس وہی (یعنی خاوند) تیری جنت ہے اور وہی (یعنی خاوند) تیری جہنم ہے"۔

اس حدیث کو سمجھتے ہوئے خاوند کی اطاعت اور گھر کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق چلائیں گی اور شریعت کے دائرے میں خاوند کی نافرمانی سے بچیں گی؟

تنبیہ:

﴿ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ ﴾ (الطارق)

"بیشک یہ کلام ہے فیصلہ کرنے والا دوٹوک۔ یہ کوئی بے ہودہ بات نہیں ہے"۔

قرآن کی اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے سوچیں کہ یہ سارا مضمون قرآن اور احادیث کی تعلیم پر مشتمل ہے' اور اللہ کا کلام بے ہودہ کلام نہیں ہے کہ آپ سنیں یا نہ سنیں' عمل کریں یا نہ کریں بلکہ قول فیصل ہے۔ اس کے مطابق فیصلے ہوں گے۔ اس پر عمل کے نتیجے میں دنیا میں آپ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت' برکت اور دلی سکون نازل کریں گے اور آخرت میں بہت ہی اچھا ٹھکانہ ملے گا یعنی جنت۔ اور اگر اس سے روگردانی کرنے کی بنا پر آپ کے خلاف فیصلہ ہو گیا تو دنیا میں بھی ذلت اور رسوائی ہو گی اور آخرت میں جہنم کی دہکتی ہوئی آگ (اعاذنا اللہ)۔ اس لیے اللہ کے واسطے سوچیں کہ ہم مسلمان آج دنیا میں کیوں رسوا ہیں اور ہماری عزت اور ہمارا خون کیوں ارزاں ہے۔ کیا اس کی وجہ ہماری ہی بد اعمالی تو نہیں؟

اپیل: میری مسلمان ماؤں بہنوں سے اپیل ہے کہ اس مضمون کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل شروع کریں' کیونکہ ایک مرد اگر بدلتا ہے تو صرف مرد ہی بدلتا ہے اور اگر ایک عورت بدلتی ہے تو گھر بدلتا ہے اور گھر کے بدلنے سے پورے معاشرہ کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

منشورِ حق

(ملک نصر اللہ خان عزیزؔ)

اٹھو! مرے بندوں کو یہ منشور سنا دو
منشور یہ میرا ہے اسے عام بنا دو
میں جھوٹے خداؤں کی خدائی سے ہوں بیزار
ان جھوٹے خداؤں کی خدائی کو مٹا دو
ابلیس کے در پر ہیں جو سجدوں میں جبینیں
اِن ساری جبینوں کو مرے در پہ جھکا دو
ہو جلوہ گَہِ کُن د ہر میں توحید ہی توحید
ہر نقشِ دوئی لوحِ زمانہ سے مٹا دو
جو دین محمدؐ کی وساطت سے دیا تھا
دُنیا میں اسی دین کو دستور بنا دو
زندہ کرو پھر دورِ خلافت کی روایات
انساں کی غلامی سے پھر انساں کو چھڑا دو
باغی ہیں جو میرے انہیں کیا حق قیادت
ہر مسند مُختار سے اب ان کو اُٹھا دو

مراکش میں احیائے اسلام کی تحریک

سید قاسم محمود

شمالی افریقہ کے ملکوں میں مراکش پر فرانس نے سب سے آخر میں قبضہ کیا۔ یہ مولائے عبدالحفیظ کا دور تھا جب 1912ء میں اسپین نے شمالی مراکش پر جو ''ریف'' کہلاتا ہے' اور فرانس نے باقی ملک پر اپنا قبضہ جمایا۔ مراکش میں اپنے 44 سالہ اقتدار میں فرانس جس پالیسی پر عمل پیرا رہا' وہ تیونس اور الجزائر میں اُس کی پالیسی سے مختلف نہیں تھی۔ یہاں بھی ملک کو اِن ہی خطوط پر چلایا گیا جن پر فرانس شمالی افریقہ کے دوسرے ملکوں میں عمل کر رہا تھا۔ معاشی پالیسی کی طرح سماجی اور ثقافتی پالیسی بھی عرب کُش اور مسلم کُش تھی۔ عربی زبان اور اسلامی علوم کی درس و تدریس میں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ فرانسیسی کلچر کی سرپرستی کی گئی اور ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی گئی جو فرانسیسی کلچر کے مداح تھے۔ فرانسیسی حکومت نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اس بات کی پروا کیے بغیر کہ عربوں اور بربر باشندوں کی اکثریت مسلمان ہیں اور ان میں بیشتر کی مادری زبان عربی ہے' بربر بولی کو عربی کے مقابلے میں فروغ دینے کی کوشش کی' بلکہ بربر باشندوں کے لیے اسلامی قوانین کی جگہ بربروں کے رواجی قانون کو نافذ کرنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لیے 1930ء میں ایک حکم جاری کیا گیا۔ فرانسیسی حکومت کی اس سامراجی اور اسلام دشمن پالیسی کے خلاف ملک میں ردعمل شروع ہوا اور اس طرح مراکش میں قومی بیداری کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

غازی عبدالکریم

مراکش میں غیر ملکی تسلط کے خلاف پہلی مزاحمتی تحریک شمالی مراکش میں ریف کے پہاڑی علاقے میں شروع ہوئی۔ اس جنگ آزادی کے ہیرو غازی محمد بن عبدالکریم خطابی (1882ء-1963ء) تھے۔ ریف کا علاقہ 1912ء سے اسپین کے قبضے میں تھا۔ عبدالکریم ریف کے ایک پہاڑی گاؤں اجدید میں پیدا ہوئے تھے۔ بڑے ہو کر انہوں نے فاس کی جامع قرویین میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد انہوں نے ذاتی طور پر ہسپانوی زبان کی تحصیل کی۔ 1914ء میں ملیلۃ کے قاضی القضاۃ مقرر کیے گئے۔ اُس زمانے میں عبدالکریم اسپین کے اتنے خلاف نہیں تھے' جتنے فرانس کے خلاف تھے۔ اُن کی سرگرمیوں کے خلاف جب فرانس نے احتجاج کیا تو اسپینی حکام نے اُن کو قید کر دیا۔ پہلی جنگ عظیم کے آخر میں عبدالکریم جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ پہاڑوں میں اپنے قبیلے کے درمیان پہنچنے کے بعد انہوں نے اسپین کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا اور اپنے بھائی احمد بن عبدالکریم کے ساتھ مل کر وطن کو آزاد کرانے کا عہد کیا۔ اسپین کی حکومت نے اِس بغاوت کو کچلنے کے لیے ایک بڑی فوج روانہ کی جسے 21 جولائی 1921ء کی درمیانی شب میں امیر عبدالکریم نے ایسی شکست دی کہ انیس ہزار ہسپانوی سپاہیوں میں سے سولہ ہزار سپاہی جنگ میں کام آئے۔

اس جنگ کے بعد ریف کا ایک بڑا حصہ مجاہدین کے

> مراکش کی تحریک آزادی کے قائد علال فاسی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''اہل مراکش کی قومی و سیاسی زندگی کو مذہب سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ مذہب اور معاشرے کی علیحدگی اور سیکولر ریاست کا تصور مسیحیت اور یورپی فکر کی پیداوار ہے۔ ایک اسلامی معاشرے میں نہ تو اس کا تصور کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے''

قبضے میں آ گیا اور امیر عبدالکریم نے جمہوریہ رِیف کے نام سے ایک آزاد حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ اس حکومت کے دو مقصد تھے۔ مراکش پر سے فرانس کی بالادستی کا خاتمہ اور ریف سے اسپین کا اخراج۔ امیر نے یورپ کی حکومتوں سے اچھے اور خوشگوار تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی اور اُن سے جمہوریہ کے استحکام میں مدد لینا چاہی۔ کان کنی کی کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ وزراء ایک مجلس کے سامنے جواب دہ تھے جو سرداران قبائل پر مشتمل تھی۔ امیر عبدالکریم نے یہ کوشش بھی کی کہ برطانیہ اور فرانس جمہوریہ ریف کو تسلیم کر لیں۔ اسپین سے لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا اور اگلے تین برسوں میں چند ساحلی شہروں کو چھوڑ کر پورا ریف امیر عبدالکریم کے قبضے میں آ گیا۔ ایک طاقتور یورپی ملک کے مقابلے میں ان شاندار کامیابیوں نے امیر عبدالکریم کا نام پوری دنیا میں روشن کر دیا' لیکن اُن کی یہ روزافزوں کامیابی فرانس کے لیے تشویش کا باعث بن گئی اور فرانس کو مراکش میں اپنا اقتدار خطرے میں نظر آنے لگا۔ اپریل 1925ء میں ریفی مجاہدین کا فرانسیسی فوجوں سے سرحدی تصادم بھی ہو گیا اور مجاہدین کے بعض مسلح دستے شہر فاس کے قریب بارہ میل پر پہنچ گئے۔ اِس واقعے نے فرانس کو مداخلت کا موقع فراہم کر دیا۔ فرانس اور الجزائر سے کمک مراکش پہنچنا شروع ہو گئی۔ اکتوبر 1925ء میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار فرانسیسی فوج ریف کی سرحد پر پہنچ گئی۔ اس دوران میں اسپین نے بھی ریف کے ساحل پر اپنی فوجیں اتار دیں اور فرانس اور اسپین کی مشترکہ فوج نے' جس کی تعداد 2 لاکھ 80 ہزار تھی' ریف کی چھوٹی سی جمہوریہ پر ہلہ بول دیا۔ جدید ترین اسلحہ سے لیس اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کرنا مٹھی بھر مجاہدین کے لیے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ چند ماہ کی مزاحمت کے بعد امیر عبدالکریم نے 27 مئی 1926ء کو فرانس کی فوجوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ امیر کی جنگ آزادی اگرچہ ناکام ہو گئی' لیکن انہوں نے محدود وسائل کے ساتھ دنیا کی دو بڑی طاقتوں کا جس شجاعت و دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا' وہ عسکریت کی تاریخ میں زرّیں حروف سے لکھا جائے گا۔

فرانس نے امیر عبدالکریم کو جزیرہ ری یونین میں نظر بند کر دیا' جہاں انہوں نے پورے اکیس سال گزار دیئے۔ اس کے بعد مئی 1947ء میں جب اُن کو فرانس منتقل کیا جا رہا تھا اور اُن کا جہاز نہر سویز سے گزر رہا تھا تو وہ اچانک جہاز سے اُتر کر مصر کی حدود میں داخل ہو گئے۔ شاہ فاروق نے شمالی افریقہ کے رہنماؤں کی درخواست پر اُن کو پناہ دے دی۔ قاہرہ میں امیر عبدالکریم کئی سال تک ''المغرب'' کے صدر دفتر' جو شمالی افریقہ کی مختلف قومی تحریکوں کا مرکز تھا' سربراہ رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں پورے شمالی افریقہ کو فرانس کے تسلط سے آزاد ہوتے دیکھ لیا' لیکن اُن کا قیام قاہرہ ہی میں رہا' اور یہیں 6 فروری 1963ء کو اُن کا انتقال ہوا۔

قومی سرگرمیوں کا آغاز

مراکش میں قومی سرگرمیوں کا آغاز نومبر 1925ء میں اُس وقت سے ہوا جب مراکش کے عظیم رہنما علال الفاسی نے شہر فاس میں ایک انجمن قائم کی۔ اس کے بعد اگست 1926ء میں احمد بالافرج اور محمد حسن الوزانی نے شہر رباط میں دوسری انجمن قائم کی۔ فرانس کے استبدادی

قوانین کی وجہ سے چونکہ قومی سرگرمیوں میں کھل کر حصہ لینا ممکن نہیں تھا' اس لیے یہ انجمنیں خفیہ طریقے پر اپنی سرگرمیاں جاری رکھتی تھیں۔ ان انجمنوں نے اپنے کام کا آغاز مختلف مسائل پر بحث و مباحثہ کی انجمنوں کی حیثیت سے کیا۔ مذہبی' معاشرتی اور اخلاقی اصلاحات ان کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ سیاسیات ابھی اُن کے دائرۂ عمل سے خارج تھی۔

جب مئی 1930ء میں بربروں میں رواجی قانون نافذ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو اس حکم نے سارے ملک میں احتجاج کی آگ لگا دی اور اس طرح دیکھتے دیکھتے قومی تحریک نے سیاسی رنگ اختیار کر لیا۔ امیر شکیب ارسلان نے' جو جنیوا میں مقیم تھے' اس فرمان کے خلاف ایسی مہم چلائی کہ اس کے اثرات انڈونیشیا اور ہندوستان تک پہنچ گئے۔ فرانس پر الزام لگایا گیا کہ وہ بربر باشندوں کو مرتد کرنا چاہتا ہے۔

چار سال بعد مئی 1934ء میں ''کتلۃ العمل الوطنی'' کے نام سے ایک نئی تنظیم قائم ہوئی جو مراکش کی پہلی قوم پرست تنظیم تھی۔ ایک سال میں اس کے ارکان کی تعداد دو لاکھ ہوگئی۔ اس تنظیم کی طرف سے فاس اور پیرس سے اخبارات شائع کیے جاتے تھے۔ یہ جماعت زیادہ تر عوام کی شکایات حکومت تک پہنچاتی تھی۔ آزادی کا مطالبہ اُس نے بھی نہیں کیا۔ بہرحال تنظیم کے قائد علال الفاسی نے مراکش کے سلطان محمد خامس (1927ء-1961ء) سے ملاقات کی اور قومی کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد ہنگاموں اور مظاہروں کے ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ اکتوبر 1937ء میں یہ جماعت توڑ دی گئی۔ علال الفاسی وسطی افریقہ کے علاقے گیبون جلاوطن کر دیئے گئے۔ احمد بالافرج کسی طرح چھپتے چھپاتے طنجہ پہنچ گئے جو اُس وقت بین الاقوامی انتداب میں تھا۔

حزبِ استقلال اور تحریک آزادی

مراکش میں آزادی کی تحریک حقیقی معنوں میں 1943ء میں اُس وقت شروع ہوئی جب احمد بالافرج نے دسمبر 1943ء میں بمقام طنجہ ''حزبِ استقلال'' قائم کی۔ علال الفاسی چونکہ جلاوطن تھے' اس لیے وہ اس جماعت کی تشکیل میں عملی حصہ نہیں لے سکے۔ لیکن بعدازاں حزبِ استقلال کے سربراہ وہی منتخب ہوئے۔ اگلے سال حزبِ استقلال نے مکمل آزادی کے لئے پورے زور شور سے تحریک کا آغاز کر دیا۔ اس مہم سے سلطان محمد خامس نے ہمدردی کا اظہار کیا' جس کی وجہ سے فرانسیسی حکام بادشاہ کے خلاف ہوگئے اور اُن کو برطرف کرنے کے لیے سازش کرنے لگے۔ اس مقصد کے تحت 1951ء میں بربر قبائل کو سلطان کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن جب سلطان پھر بھی قابو میں نہیں آئے تو دو سال بعد اُن کو پہلے کورسیکا اور اس کے بعد مڈغاسکر جلاوطن کر دیا۔ فرانس کے اس اقدام کے خلاف ملک بھر میں ہنگامے اور مظاہرے شروع ہوئے اور ریف کے باشندوں نے بغاوت کر دی۔ آخرکار فرانس کو عوام کے مطالبات کے آگے جھکنا پڑا اور سلطان کو مراکش آنے کی اجازت مل گئی' جہاں عوام نے اُن کا شاندار استقبال کیا۔ سلطان خامس کی واپسی حریت پسندوں کی زبردست کامیابی تھی۔ چنانچہ 2 مارچ 1956ء کو مراکش کی آزادی تسلیم کر لی گئی اور مراکش پر فرانس کی بالادستی کا خاتمہ ہوگیا' جو 1912ء سے قائم چلی آ رہی تھی۔ اگلے ماہ 7 اپریل کو اسپین بھی ریف سے دست بردار ہوگیا اور وہ حسب سابق شریفی مملکت کا ایک حصہ بن گیا۔ اسی سال اکتوبر میں طنجہ بین الاقوامی انتداب سے آزاد ہوگیا اور یہ ساحلی شہر مراکش کا گرمائی صدر مقام قرار پایا۔ آزادی کے بعد سلطان محمد خامس نے نمازِ جمعہ رباط میں موحدین کے دور میں تعمیر کی جانے والی نامکمل ''جامع حسن'' میں ادا کی۔

علال الفاسی

مراکش کی جنگ آزادی میں سب سے نمایاں نام علال الفاسی کا ہے جو سیاسی قائد ہونے کے علاوہ مراکش کے ایک عظیم مدبر' عالم اور ادیب بھی تھے۔ تحریک آزادی کے لیے قربانیاں دینے کے علاوہ مراکش میں احیائے اسلام کی تحریکات میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ جب انہوں نے فاس میں 1925ء میں ایک خفیہ انجمن قائم کی تھی تو اُس وقت اُن کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی۔ اس کے علاوہ عین جوانی میں فاس کی جامع قرویین میں استاد ہوگئے۔ اکتوبر 1937ء میں جب مراکش میں ہنگامے ہوئے تو اُن کو فرانسیسی حکومت نے گرفتار کر کے گیبون جلاوطن کر دیا اور نو سال کے بعد 1946ء میں اُن کو مراکش واپس آنے کی اجازت ملی' لیکن اُن کو جلد ہی دوبارہ جلاوطن کر دیا گیا۔ اب علال الفاسی نے بیرونی ممالک میں مراکش کی آزادی کے لیے کام کیا۔ 1947ء میں طنجہ میں حزبِ استقلال کی شاخ قائم کی۔ قاہرہ میں حزبِ استقلال کا جو دفتر قائم کیا' اُس کے سربراہ علال الفاسی تھے۔ 1952ء میں انہوں نے یورپ' امریکا اور لاطینی امریکا کے ممالک کا دورہ کیا اور وطن کی آزادی کے لئے عالمی رائے عامہ ہموار کی۔

علال الفاسی اُس علمی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو عرب ممالک میں ''سلفی'' کہلاتے ہیں اور جن کا مقصد ہر مسئلے کو کتاب و سنت کی روشنی میں حل کرنا ہوتا ہے۔ علال الفاسی کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ یہ کتابیں شمالی افریقہ کی سیاسی تاریخ پر ہیں۔ ''نقد الذاتی'' اُن کی خودنوشت سوانح ہے۔ اس کتاب میں ایک جگہ وہ لکھتے ہیں:

''اہلِ مراکش کی قومی و سیاسی زندگی کو مذہب سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ مذہب اور معاشرے کی علیحدگی اور سیکولر ریاست کا تصور مسیحیت اور یورپی فکر کی پیداوار ہے۔ ایک اسلامی معاشرے میں نہ تو اس کا تصور کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ ایک اسلامی ریاست صرف مذہب ہی پر مبنی ہو سکتی ہے۔''

علال الفاسی نے ایک اور مقام پر لکھا ہے:

''اسلام عقل اور آزادی پر زور دیتا ہے اور ترقی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اسلام اللہ اور بندے کے درمیان تمام واسطوں کی نفی کرتا ہے' لہٰذا اسلام کو مراکش میں ایک صحیح قومی تعلیم اور ایک جدید قومی نظام کی بنیاد ہونا چاہیے۔ اسلام معاشی زندگی کی بنیاد بھی فراہم کر سکتا ہے اور اگر اس مقصد کے تحت اسلامی تعلیمات کو عملی شکل دی جائے تو سماجی انصاف کا ایک ایسا نظام قائم کیا جا سکتا ہے جو انسان کو معاشی غلامی سے نجات دلا سکے۔''

اسلام اور مغرب کی کشمکش

حصول آزادی سے پہلے ''حزبِ استقلال'' مراکش کی سب سے بڑی سیاسی جماعت تھی اور اُس کی یہ حیثیت آزادی کے بعد بھی کئی سال تک قائم رہی اور حکومت میں اس کو برابر نمائندگی ملتی رہی' لیکن جنوری 1959ء میں جماعت اندرونی اختلافات کا شکار ہوگئی۔ حزبِ استقلال میں ابتداہی سے دو گروپ موجود تھے۔ ایک وہ گروپ جس کے رہنما علال الفاسی تھے۔ یہ گروپ عرب اور اسلامی تہذیب کے احیاء کا علم بردار تھا اور مراکش میں مغربیت کے ثقافتی اثرات کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اس گروپ کا تعلق سلفی تحریک سے تھا اور وہ مراکش میں احیاء و تجدید کا کام اسلام کے بنیادی اصولوں کے تحت کرنا چاہتا تھا۔ اس کے مقابلے میں دوسرا گروپ' جس کے قائد احمد بالافرج اور حسن الوزانی تھے' مغربی تہذیب کے زیر اثر تھا۔ پہلے گروپ میں جامع قرویین کے طلبہ شامل تھے اور دوسرے گروپ میں وہ لوگ تھے جنہوں نے مغربی سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پائی تھی اور فرانسیسی زبان جانتے تھے۔ علال الفاسی کی زبردست شخصیت اِن دونوں گروپوں کو ایک مدت تک ایک ساتھ رکھنے میں کامیاب رہی' لیکن اُن کے یہ اختلافات بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ مغرب پرستوں کا ایک گروپ جو اشتراکیت کی طرف مائل تھا' جنوری 1959ء میں حزبِ استقلال سے الگ ہوگیا اور ''ہردل عزیز قوتوں کی قومی یونین (U.N.F.P)'' کے نام سے اُس نے ایک علیحدہ جماعت بنالی۔ مہدی بن برقہ اس نئی جماعت کے رہنما تھے۔ اس اختلاف و افتراق نے حزبِ استقلال کو کمزور کر دیا اور جب 1963ء میں قومی اسمبلی کے انتخابات ہوئے تو نوتشکیل سرکاری پارٹی F.D.I.C نے 69' حزبِ استقلال نے 41 اور U.N.F.P نے 28 نشستیں حاصل کیں۔ گویا اُس کے بعد حزبِ استقلال حزبِ اختلاف بن گئی۔ (جاری ہے)

ملکی سیاست اور ایم ایم اے کا افسوسناک کردار

مرزا ندیم بیگ

دینی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل نے 2002ء کے انتخابات میں جو کامیابی حاصل کی تھی اُس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ ایم ایم اے کی اتنی بڑی کامیابی کی توقع کسی کو نہیں تھی۔ یہ کامیابی مجلس کے لئے بہت بڑا امتحان تھا' مگر افسوسناک امر ہے کہ ابھی تک یہ اتحاد اپنے تمام امتحانوں میں ناکام رہا ہے۔ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کا عہدہ بھی اتحاد کے اہم قائد مولانا فضل الرحمان کو حاصل ہے۔ موصوف نے بھی حقیقی اپوزیشن لیڈر کے کردار کی بجائے ہمیشہ فرینڈلی اپوزیشن لیڈر کا کردار ادا کیا ہے۔ اسی بناء پر دینی جماعتوں کے مخالفین اتحاد کے بارے میں ملٹری الائنس (ایم ایم اے) کی پھبتی کستے ہیں۔

متحدہ مجلس عمل نے اپنی کامیابی کے بعد قومی اسمبلی میں سترھویں ترمیم کی حمایت کر کے اپنی پہلی بڑی غلطی کا ارتکاب کیا۔ اس ترمیم کی منظوری کے بعد صدر جنرل پرویز مشرف کے 12 اکتوبر 1999ء کے بعد کئے گئے تمام غیر آئینی اور غیر قانونی اقدامات کو آئینی اور قانونی ہونے کا شرف حاصل ہو گیا اور وہ خود بھی آئینی صدر قرار پائے گئے۔ اس ترمیم کے آئین کا حصہ بننے کی دیر تھی کہ جنرل مشرف میں وہ طاقت اور پھرتی آ گئی کہ انہوں نے بلوچستان کے ناراض عناصر سے ڈائیلاگ کرنے کی بجائے گولی کی زبان استعمال کی اور ایسے ایسے بیانات دیئے جنہوں نے بلوچستان کی پُرسکون فضا کو مکدر کر دیا۔ اس کے نتیجے میں حالات میں جو خوفناکی اور سنگینی آئی وہ اکبر بگٹی کی ہلاکت کے بعد بھی کم نہیں ہوئی اور بلوچستان اس وقت راکھ میں لپٹا ہوا انگارا ہے' جو کسی وقت بھی الاؤ بن سکتا ہے۔ شمالی علاقہ جات میں بے گناہ افراد کو امریکہ کی خوشنودی کے لئے دہشت گرد قرار دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ملک جس تیزی سے موجودہ حکومت کے دور میں سیکولرازم کی جانب بڑھا ہے' اُس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی اور یہ سب کچھ ایم ایم اے کے سامنے ہوتا رہا اور ہو رہا ہے' مگر اُن اقدامات سے اپوزیشن لیڈر اور ان کے اتحاد نے مکمل چشم پوشی اختیار کئے رکھی۔ ڈیڑھ صوبائی حکومتوں کی کارکردگی بھی اس قابل نہیں کہ جس سے دینی حلقوں کو کسی درجے میں تقویت حاصل ہوتی ہو۔ سترھویں ترمیم کی منظوری کے بعد حکومت کا اعتماد اس درجے بڑھا کہ دھڑلے کے ساتھ ''تحفظ حقوق نسواں'' کے نام سے ایک بل اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ جس کے بارے میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر نے بالاتفاق غیر اسلامی ہونے کا فتویٰ صادر کیا اور پہلے یہی موقف مجلس عمل نے بھی اختیار کیا اور بل کی کاپیاں اسمبلی فلور پر پھاڑیں گئیں۔ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت قرار دیا گیا۔ موقف اختیار کیا گیا کہ بل منظور ہوا تو معاشرہ سیکس فری بن جائے گا۔ دھمکی دی گئی کہ اگر بل پاس ہوا تو اسمبلی سے استعفے دے دیئے جائیں گے۔ حکومت نے تمام اعلانات اور دھمکیوں کے باوجود بل کثرت رائے سے اسمبلی سے پاس کر لیا۔

استعفوں کی دھمکیوں کا سلسلہ جاری رہا اور کہا گیا کہ استعفوں کے بعد خالی نشستوں پر ضمنی انتخابات بھی نہیں ہونے دیئے جائیں گے۔ دوسری جانب حکومتی وزیر اور مشیر انتہائی یقین اور وثوق سے کہہ رہے تھے کہ استعفے نہیں دیئے جائیں گے اور متحدہ والے پرانی تنخواہ پر ہی کام کریں گے۔

جماعت اسلامی پاکستان کے ماہنامہ جریدے ''ترجمان القرآن'' کے دسمبر کے شمارہ میں بل کو تہذیبی جنگ کا عنوان' دینی احکامات سے بے وفائی' کفر و ارتداد کا ارتکاب اور حدود اللہ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا گیا' مگر اب امیر جماعت اسلامی فرما رہے ہیں کہ اتحاد بچانے کے لئے استعفے دینے کا فیصلہ واپس لیا گیا ہے اور میں تنہا کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

قاضی صاحب کو نجانے کیوں مغالطہ ہو گیا ہے کہ وہ تنہا ہیں۔ ان کے دوسرے اراکین اسمبلی بھی تو ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان بھی ان کے ساتھ تھی' اس کے باوجود نجانے کیوں تنہائی محسوس کی جا رہی ہے۔ اگر تنہائی تھی تو استعفوں کی دھمکیاں دینے کی ضرورت کیا تھی' استعفے کا فیصلہ واپس لینا حقیقت میں دینی سیاسی جماعتوں کا موجودہ حکومت کو سپورٹ کرنا ہے اور اگر یہی کرنا تھا تو مجلس کے لئے بہتر تھا کہ وہ قاف لیگ کے ساتھ الحاق کر لیتی۔ ایم ایم اے سے بہتر کردار کا مظاہرہ تو جامعہ حفصہ کی طالبات نے کیا' جنہوں نے مسجدوں کی شہادتوں کو رکوانے کے لئے اپنے آپ کو شہادت کے لئے پیش کر دیا۔

ایم ایم کی قیادت ابھی بھی اپنے طرزِ عمل پر غور کرے' کیونکہ اس پر بھاری ذمہ داری ہے۔ اگر قائدین نے اپنے موجودہ طرزِ عمل پر غور نہ کیا تو انتخابی سیاست میں عوام اُن کو ووٹ دینے کی غلطی کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ اور سیکولر عناصر پوری قوت کے ساتھ برسرِ اقتدار آ جائیں گے۔ مسلمانوں کی تاریخ پہلے بھی دینی قیادتوں کی غلطیوں سے داغدار ہے اور ان غلطیوں میں بزورِ قوت غالب آنے والے آمرِ مطلق کی حکومت' جاگیرداری اور زمینداری وغیرہ کو جائز قرار دینا ہے۔ شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال نے اپنے شہرہ آفاق خطبہ الٰہ آباد میں قیام پاکستان کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر بھارت کے شمال مغرب میں مسلمان ریاست قائم ہو گئی تو ہمیں موقع مل جائے گا کہ ہم عرب ملوکیت کے زمانے میں اسلام کے چہرۂ انور پر آنے والے داغوں کو دھو سکیں اور اسلام کے حقیقی تصور کو دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ کاش! دینی قیادت کا رخ بدلے اور وہ اس مقصد کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔

> ملک جس تیزی سے موجودہ حکومت کے دور میں سیکولرازم کی جانب بڑھا ہے' اُس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی اور یہ سب کچھ ایم ایم اے کے سامنے ہو رہا ہے' مگر اِن اقدامات سے اپوزیشن لیڈر اور ان کے اتحاد نے چشم پوشی اختیار کر رکھی ہے

ضرورت رشتہ

☆ سرگودھا سے متوسط خاندان کی M.Sc,B.Ed' 25 سالہ خلع یافتہ بچی کے لئے مناسب رشتہ مطلوب ہے۔

برائے رابطہ: 0333-9805584

☆☆☆☆☆

☆ قاری حافظ محمد کبیر علی' رفیق تنظیم اسلامی گوجرانوالہ' عمر 25 سال' زمیندار' جٹ فیملی کے لیے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-7461945

☆☆☆☆☆

☆ اسلام آباد میں مقیم لڑکی' عمر 29 سال' قد 5 فٹ' تعلیم ایف اے/ الھدیٰ کورس کی طالبہ' امور خانہ داری کی ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل لوگ رابطہ فرمائیں۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0322-5123628

مسلمان عورت کا پرچۂ آخرت

رفیقہ تنظیم اسلامی

مضمون : پردہ

کل نمبر: جنت

وقت : جتنی دیر سانس ہے

کل سوالات 9'ہر سوال انتہائی لازمی

حصہ اوّل : قرآن

سوال (1): عورت کا گھر کا پردہ

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣١﴾﴾ (النور)

''اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں' اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں' اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اُس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز اُن خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہو (غرض اُن لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں' اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں (کہ جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) اُن کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔ اور مومنو! سب اللہ کے آگے توبہ کرو' تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

اس آیت کی روشنی میں آپ (حصہ دوم) کے سوال نمبر 5 کے مطابق ستر (چہرے کی ٹکیہ اور ہاتھ پاؤں کے علاوہ جسم) کو ڈھانپ کر رکھیں اور محارم کی فہرست جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتائی ہے ان کے سامنے جاسکتی ہیں' مگر اس کے علاوہ تمام نامحرموں سے چہرہ اور ہاتھ پاؤں بھی چھپائیں گی۔ یہ گھر کے اندر کا پردہ ہے اور اس کا قیامت کے روز سوال ہوگا؟

نوٹ: خیال رہے کہ رشتے کے چچا' ماموں یا شوہروں کے چچا' ماموں' شوہروں کے بھائی' بھتیجے' بھانجے اسی طرح اپنے خالو' پھوپھا نیز ماموں زاد' خالہ زاد' پھوپھی زاد' چچا زاد بھائی مزید برآں بہنوئی' دیور اور جیٹھ سب نامحرم ہیں۔ ان سے چہرہ کا پردہ بھی ضروری ہے۔

سوال (2): گھر کے باہر کا پردہ اور چہرے کا پردہ

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥﴾

(الاحزاب:59)

''اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر اُن کے لئے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی اُن کو ایذا نہ دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

یہ آیت گھر سے باہر کے پردے کے متعلق ہے کہ گھر سے باہر جانا ہو تو سارے جسم کے ساتھ ساتھ چہرے کو بھی چھپا کر نکلا کریں۔ روزِ حساب کے لئے اس سوال کا جواب تیار رکھیں۔

سوال (3): حجاب

﴿...... وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ٥ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ ......﴾ (الاحزاب:54,53)

''(نبی پاکؐ کی بیویوں سے) اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے (حجاب) کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔''

حجاب ایسی حائل ہونے والی چیز کو کہتے ہیں' جس کی وجہ سے دونوں چیزیں ایک دوسرے سے اوجھل ہو جائیں۔

اس آیت سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتی ہیں کہ کسی نامحرم یا اجنبی سے بات کرنی ہو یا کوئی لین دین ہو تو آپ دونوں کے درمیان پردہ (حجاب) ہونا کس قدر ضروری ہے اور اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے روزِ قیامت کے لیے جواب تیار کریں۔

سوال (4): تین چیزیں

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿٣٢﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ......﴾ (الاحزاب:33,32)

''اے نبیؐ کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو نرم لہجہ میں بات نہ کیا کرو۔ ایسا کرنے سے دل کی خرابی میں مبتلا شخص خواہ مخواہ کوئی غلط امید لگا بیٹھے گا۔ لہٰذا اس سے عام دستور کے مطابق بات کیا کرو اور اپنے گھروں میں وقار سے ٹھہری رہو اور سابقہ دور جاہلیت کی طرح اپنی زینت وآرائش (تبرج) نہ دکھاتی پھرو۔''

اس آیت میں مندرجہ ذیل تین باتوں کا ذکر ہے:

1) آواز میں احتیاط: کسی غیر محرم یا اجنبی سے نرم لہجہ سے بات نہ کریں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا' نرم لہجہ میں بات نہ کرنے سے مراد روکھے مگر مہذب لہجہ میں بات کرے۔ اس کی آواز میں نرمی اور لوچ' بانکپن اور شیرینی نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ عورت اذان نہیں کہہ سکتی ہے' اور نماز باجماعت کے دوران امام غلطی کر جائے تو نہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے اور نہ ہی لقمہ دے سکتی ہے' بلکہ اس کے لیے الٹے ہاتھ پر ہاتھ مار کر آواز پیدا کر کے متنبہ کرنے کا حکم ہے۔

2) عورت کا اصل مستقر: عورت کا اصل مستقر اس کا گھر ہے۔ اسے اپنا زیادہ سے زیادہ وقت گھر میں رہ کر کام کاج اور بچوں کی تربیت پر صرف کرنا چاہیے۔ رہے باہر کے کام تو وہ مرد کے ذمہ ہیں۔ سوائے اِس کے کہ سخت مجبوری ہو

3) تبرج (یعنی نمائش حسن و جمال) کی ممانعت: تبرج میں

پانچ چیزیں شامل ہیں' جن سے بچنا ضروری ہے۔ (1) اپنے جسم کے محاسن کی نمائش (2) زیورات کی نمائش اور جھنکار (3) پہنے ہوئے کپڑوں کی نمائش (4) رفتار میں بانکپن اور ناز و ادا (5) خوشبو کا استعمال جو غیروں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ ان باتوں کا جواب اچھی طرح سمجھ کر تیار کریں۔ روزِ قیامت اِس بارے میں بھی سوال ہوگا۔

حصہ دوم : حدیث

سوال (5): گھر کے اندر نامحرم سے پردہ

ایک دفعہ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ (ازواج مطہرات) آپؐ کے ساتھ بیٹھی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابن ام مکتومؓ آگئے۔ آپؐ نے دونوں بیویوں سے فرمایا کہ اس سے پردہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ یہ ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم اسے نہیں دیکھتیں؟۔ (رواہ الترمذی)

اسی طرح کی ایک اور روایت مؤطا میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک نابینا آیا تو انہوں نے اس سے پردہ کیا۔ کہا گیا کہ اس سے پردہ کیوں کرتی ہیں؟ حضرت عائشہؓ کہنے لگیں: ''اگر وہ اندھا ہے تو میں تو اسے دیکھ سکتی ہوں''۔

ہمارے نبیؐ نے اندھے صحابیؓ سے ہماری ماؤں کو پردہ کرنے کا حکم دیا ہے تو اے مسلمان عورت! تم دیکھنے والوں سے پردہ کیوں نہیں کرتی ہو اور کسی بھی نامحرم کو کیوں دیکھتی ہو۔ کیا اس عمل کا سوال تم سے اللہ تعالیٰ نہیں کریں گے؟

اس سلسلے میں ہمارے ہاں کچھ عورتیں پیروں کے ہاں بے پردہ جاتی ہیں یا پیر گھروں میں کھلے عام آتے جاتے ہیں اور پردہ کا خیال نہیں رکھا جاتا' جبکہ ہمارے نبیؐ نے صحابہؓ سے ہماری ماؤں کو پردہ کرایا ہے تو ان پیروں کا صحابہؓ کے مقابلے میں کیا مقام ہے۔ اس پر غور تو کریں؟

اس کے علاوہ ہمارے ہاں ایک اور بات بھی کہی جاتی ہے کہ پردہ تو دل کا ہوتا ہے اور حیا آنکھوں میں ہوتی ہے' اس لیے پردہ ضروری نہیں (نعوذ باللہ)۔ کیا اے مسلمان عورت تو! تمہارے دل کا پردہ اور تمہاری آنکھوں کی حیا اپنی ماؤں اور نبیؐ کی ازواج مطہرات (جو کہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے تاقیامت نمونہ ہیں) سے زیادہ ہے کہ ہماری ماؤں کو اندھے صحابیؓ سے پردہ ہے اور تم آزاد ہو۔ کتنا برا فیصلہ ہے جو تم کرتی ہو۔ کس دل اور منہ کے ساتھ تم اللہ تعالیٰ کا سامنا کرو گی۔ بہت اچھی طرح سوچ سمجھ کر جواب تیار کرلو؟

سوال (6): خاوند اور بیوی کے رشتہ دار

صحیح بخاری کی ایک روایت ہے:

((اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوَ؟ فَقَالَ : اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ))

''خبردار! غیر عورتوں پر داخل نہ ہوا کرو۔ ایک انصاری صحابیؓ نے کہا: یارسول اللہؐ! حمو (حمو عربی میں دیور اور جیٹھ کے لیے استعمال ہوتا ہے) کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''حمو تو موت ہیں''۔

عورت کے لئے خاوند کے باپ کے سوا دیگر تمام رشتہ داروں سے پردہ ہے۔ اس میں خاوند کے بھائی بھی شامل ہیں' بلکہ وہ تو موت ہیں۔ اسی طرح عورت کا اپنے بہنوئی سے بھی پردہ واجب ہے اور جس طرح ہمارے معاشرے میں مقولہ ہے ''سالی آدھی گھر والی'' اس ضرب المثل پر بار بار غور فرمائیے اور اس کے نتائج و عواقب بھی سامنے لائیے' کیا اس سے بڑی فحاشی بھی کوئی اور ہو سکتی ہے۔ اس لحاظ سے دیور' جیٹھ اور بہنوئی سے پردہ بہت ضروری ہے۔ اس سے غفلت برتنے کا مطلب حدیث کے مطابق موت کو دعوت دینا ہے۔ اس سوال کا جواب بہت سوچ سمجھ کر تیار کریں۔ نبیؐ نے اس کو زندگی اور موت کا مسئلہ قرار دیا ہے۔

سوال (7): احکام لباس

ارشادِ نبویؐ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((نِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ کَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَهَا)) (رواہ مسلم)

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں اور مردوں کی طرف متوجہ رہتی ہیں' ان کے سر بختی اونٹ کے ٹیڑھے کوہان کی طرح ہیں۔ وہ نہ تو جنت میں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی''۔

اس حدیث میں ان عورتوں کے لئے سخت وعید ہے جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں' اور اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

(1) کپڑے اتنے باریک ہوں کہ ان سے بدن نظر آ رہا ہو جیسے جالی دار یا باریک ریشم یا لان وغیرہ۔

(2) کپڑے خواہ موٹے ہوں لیکن اتنے فٹ ہوں کہ بدن کے نشیب و فراز یعنی ابھار نظر آ رہے ہوں جیسے فٹ قمیص یا چوڑی دار پاجامہ یا لیگ ان یا پینٹ نما پاجامہ وغیرہ۔

(3) کپڑے ایسے ہوں' کہ بدن کا کچھ حصہ ملبوس ہو اور کچھ حصہ ویسے ہی ننگا چھوڑ دیا گیا ہو' جیسے آدھے بازو والی قمیص یا ساڑھی یا اونچی شلوار جس سے ٹخنے اور پنڈلی ننگی ہوں۔

اس حدیث میں دوسری بات جو بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ عورت بھی جنت میں نہ جائے گی جو مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود مردوں کی طرف مائل ہونے والی ہو۔ عورت ایسی دلکش ادائیں اختیار کرے کہ مرد خود اس کی طرف مائل ہوں' اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

(1) آواز میں لوچ ہو۔

(2) پاؤں اور زیور کی جھنکار' رفتار میں بانکپن اور ادائیں۔

(3) خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا۔

اس حدیث پر بڑی احتیاط سے عمل کریں۔ کیونکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ مسلمان عورت سے سوال کریں گے کہ یہ حدیث تم تک نہ پہنچی تھی کہ تم نے عمل نہ کیا...... جواب آپ کے اختیار میں ہے؟

حصہ سوم : معروضی سوالات

سوال (8): ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

1) کیا آپ نے اس پورے پرچے کو تین بار اچھی طرح پڑھ کر ستر اور حجاب اور محرم یا نامحرم اور گھر کا پردہ اور گھر کے باہر کا پردہ اور احکام لباس سمجھ کر اس پر عمل کا ارادہ کیا ہے؟

2) کیا آپ گھر میں ایک موٹا اور بڑا دوپٹہ اوڑھے رکھیں گی اور گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں ایک بڑی چادر سے پورے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ لیں گی اور چادر کا ایک حصہ چہرے کے آگے لٹکالیں گی یا برقعہ اوڑھ کر باہر نکلیں گی اور برقعہ ڈھیلا ڈھالا ہو یعنی اپنی ستر پوشی کا خیال رکھیں گی؟

3) کیا اب کوئی غیر محرم گھر میں آئے تو اسے علیحدہ کمرے میں بٹھائیں گی' خواہ وہ دیور' جیٹھ یا بہنوئی یا خاوند کا کوئی بھی رشتہ دار ہو' اور ایسی مخلوط نشست میں نہیں بیٹھیں گی جہاں نامحرم خواہ خالہ زاد' چچا زاد' ماموں زاد بھائی ہی کیوں نہ ہوں اور نہ ہی ان سے یعنی نامحرموں سے بلا پردہ گفتگو کریں گی؟

4) حضرت میمونہؓ بنت سعد جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنے والی تھیں' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے بناؤ سنگھار کر کے اترانے والی کی مثال ایسی ہے جیسے قیامت کے دن اندھیرا کہ اس میں روشنی بالکل نہیں''۔ (رواہ الترمذی)

کیا اس حدیث کو سمجھنے کے بعد آپ ہندوانہ رسمیں تیل' مہندی' بارات وغیرہ کے لیے اور دکھاوے کے لیے بناؤ سنگھار نہیں کریں گی اور شمع خانہ نہیں بنیں گی' شمع انجمن نہیں بنیں گی؟

5) حضور ﷺ نے فرمایا:

''عورتوں پر مدد حاصل کرو انہیں ننگا رکھ کر (کم کپڑے دے کر) کیونکہ جب ان میں سے کسی کا لباس خوشنما ہوتا ہے اور سنگھار بہترین ہوتا ہے تو اسے گھر سے نکلنا بہت اچھا لگتا ہے''۔ (طبرانی) (بقیہ: صفحہ 9 پر)

اگر امریکہ نے کلمہ طیبہ پر اعتراض کر دیا تو؟

جاوید چودھری

میں دکان سے نکلنے لگا تو دکاندار نے لجاجت سے پوچھا ''کیا سر آج کا دن خیریت سے گزر گیا؟'' میں نے حیران ہو کر پوچھا ''کیا مطلب؟'' وہ شرمندہ لہجے میں بولا ''پچھلے بیس دن سے اخبارات کی شہ سرخیاں خون میں لتھڑی ہیں۔ روز کسی جگہ بم بلاسٹ ہوتا ہے' کسی جگہ خودکش حملہ ہوتا ہے' کسی جگہ سے دہشت گرد گرفتار ہوتے ہیں' کسی جگہ آگ لگ جاتی ہے اور کسی جگہ کسی وزیر کو گولی ماردی جاتی ہے' لہٰذا میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کیا آج کا دن خیریت سے گزر گیا۔'' میں نے اسے تسلی دی اور باہر آ گیا۔ لیکن اس کی بات درست تھی۔ پاکستان واقعی مسائل کا شکار چلا آ رہا ہے۔ ہمارا ہر نیا دن کوئی نہ کوئی مسئلہ' کوئی نہ کوئی مشکل لے کر طلوع ہو رہا ہے۔ پچھلے پندرہ بیس دنوں سے اخبارات اور ٹیلی ویژن چینلز کی ہیڈ لائنیں خون اگلتی اور خون تھوکتی دکھائی دیتی ہیں۔ کبھی پنجاب کی سماجی بہبود کی وزیر ظل ہما عثمان گولی کا شکار ہو جاتی ہے' کبھی سمجھوتہ ٹرین کی دو بوگیاں جل جاتی ہیں اور ان بوگیوں میں سوار مسافر کوئلہ بن جاتے ہیں' کبھی کوئٹہ کی عدالت میں خودکش حملہ ہوتا ہے اور اس میں بیس لوگ جاں بحق ہو جاتے ہیں' کبھی کراچی میں پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن کی عمارت میں آگ لگ جاتی ہے اور پورا شہر بے بسی سے عمارت کو جلتے ہوئے دیکھتا رہتا ہے' کبھی ڈیرہ اسماعیل خان میں بم پھٹتا ہے' کبھی پشاور' کبھی اسلام آباد ایئرپورٹ' کبھی میریٹ اور کبھی وانا میں' کبھی وزیرستان پر حملہ ہو جاتا ہے اور کبھی ایران پر حملے کی پیشین گوئیاں ہونے لگتی ہیں' کبھی کہیں سے اسلحہ برآمد ہوتا ہے' کبھی کسی شہر سے خودکش حملہ آور برآمد ہوتے ہیں اور کبھی اطلاع آتی ہے' دہشت گرد بارود سے بھری دو گاڑیاں لے کر اسلام آباد میں داخل ہو گئے۔ لہٰذا ہر دن کوئی نہ کوئی خونی داستان لے کر طلوع ہو رہا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے بلاؤں' مصیبتوں اور مسائل نے اس ملک کا راستہ دیکھ لیا ہے۔ اچھی خبریں اور خوشیاں اس ملک سے منہ موڑ گئی ہیں اور ہم سب لوگ بارود کے ڈھیر پر بیٹھ کر سگریٹ پی رہے ہیں۔ مجھے پچھلے بیس دنوں میں سہیل قلندر کی رہائی کے سوا کوئی اچھی خبر نہیں ملی۔

اگر ہم ان بری خبروں کی کوئی فہرست بنائیں تو ان میں سب سے بری خبر الرشید اور الاختر ٹرسٹ پر پابندی ہے' اقوام متحدہ نے ان دونوں ٹرسٹوں پر 2001ء میں پابندی لگا دی تھی لیکن یہ ادارے کام کرتے رہے۔ 15 فروری 2007ء کو حکومت پاکستان نے دونوں ٹرسٹوں کے دفاتر بند کر دیے اور ملک بھر میں ان کے جاری کام رکوا دیے۔ مجھے الاختر ٹرسٹ کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں لیکن جہاں تک الرشید ٹرسٹ کا معاملہ ہے' مجھے اس کے بعض کام دیکھنے کا اتفاق ہوا' مجھے الرشید ٹرسٹ اور بل گیٹس کی بل اینڈ میلنڈا گیٹس فاؤنڈیشن میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ الرشید ٹرسٹ ایک خالصتاً سماجی اور فلاحی ادارہ تھا۔ یہ ادارہ پچھلے دس پندرہ برس سے پاکستان اور پاکستان کے ہمسایہ ممالک میں لاکھوں ضرورت مندوں کی خدمت کر رہا تھا۔ اس کے کارکنوں کی تعداد پانچ ہزار سے زائد تھی اور یہ لوگ لاکھوں مستحقین' بیواؤں' یتیموں' غریبوں اور ناداروں کی مدد کر رہے تھے۔ اس کے شعبۂ صحت نے ملک بھر میں ہسپتال' میڈیکل کیمپس' طبی کلینکس' موبائل کلینکس' ایمبولینس سروس اور میڈیکل سینٹرز قائم کر رکھے تھے۔ الرشید ٹرسٹ تمام مریضوں کو مفت طبی سہولتیں فراہم کرتا تھا۔ اس شعبہ نے آج تک 14 لاکھ مریضوں کا مفت علاج کیا۔ الرشید ٹرسٹ نے ایک کروڑ 35 لاکھ غریبوں کو خوراک فراہم کی۔ ٹرسٹ کے پاس 30 ہزار بیوائیں اور یتیم بچے رجسٹر تھے' ٹرسٹ کے کارکن ان لوگوں کو روزانہ راشن اور کھانا فراہم کرتے تھے۔ ٹرسٹ نے ایک کروڑ بہتر لاکھ روپے کی لاگت سے 142 مساجد تعمیر کرائیں۔ ٹرسٹ نے زلزلے کے آٹھ دس دنوں میں چار لاکھ متاثرین تک کو گرم لباس پہنچائے۔ ٹرسٹ نے مکران کے مختلف علاقوں میں ضرورت مندوں کو ایک ہزار مکان تعمیر کر کے دیے۔ ٹرسٹ بلوچستان کے خشک علاقوں میں پانی کے تالاب بھی تعمیر کرتا ہے' ٹرسٹ نے بلوچستان کے ضلع بھاگ ناڑی میں 107 تالاب تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ان میں سے 12 تالاب مکمل ہو چکے ہیں اور ان تالابوں سے 80 ہزار سے زائد لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ الرشید ٹرسٹ ہر عید پر 73 ہزار 3 سو 17 بیواؤں اور یتیموں کو خوراک' عید کے کپڑے' جوتے اور ایک ہزار روپے عیدی دیتا ہے۔ ٹرسٹ کے خود کفالتی منصوبے کے تحت پانچ ہزار مستحق خواتین کو سلائی مشینیں بھی فراہم کی گئی۔ ٹرسٹ 50 سکول بھی چلا رہا ہے۔ ان سکولوں میں اس وقت ڈیڑھ ہزار کے قریب بچے پڑھ رہے ہیں اور الرشید ٹرسٹ نے بالاکوٹ' راولپنڈی اور لاہور میں ووکیشنل ادارے بھی قائم کر رکھے ہیں۔ ان اداروں میں مستحق طالبات کو سلائی کڑھائی کی تربیت دی جاتی تھی۔ یہ سارے کام مفت ہو رہے تھے اور ان سے لاکھوں کروڑوں لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب آ گیا تھا۔ مجھے آج سے تین برس پہلے کراچی میں ان کا بلڈ بینک دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ پاکستان کا سب سے بڑا اور جدید بلڈ بینک تھا۔ یہ بلڈ بینک اگر کسی غیر مسلم تنظیم نے قائم کیا ہوتا یا یہ یورپ کے کسی ملک میں ہوتا تو اسے یقیناً بین الاقوامی ایوارڈ سے نوازا جاتا لیکن اس بلڈ بینک کی شہرت میں نماز اور داڑھی حائل ہو گئی' لہٰذا آج یہ بلڈ بینک بھی بند کر دیا گیا۔

الرشید ٹرسٹ ایک خالصتاً فلاحی ادارہ تھا۔ آج تک اس کے کسی دہشت گرد گروہ یا کسی جہادی تنظیم کے ساتھ کسی قسم کے رابطے ثابت نہیں ہوئے۔ اس ٹرسٹ کے صرف تین جرم تھے۔ اس کا پہلا جرم اسلام تھا۔ الرشید ٹرسٹ کے کارکن پریکٹیکل مسلمان ہیں۔ یہ نماز' روزے' زکوٰۃ' داڑھی اور پردے پر یقین رکھتے ہیں۔ چنانچہ یورپ اور امریکہ کو خطرہ تھا ٹرسٹ کی فلاحی سرگرمیوں سے دوسرے لوگ متاثر ہوں گے۔ اور یہ لوگ صدر پرویز مشرف اور صدر بش کی مشترکہ اعتدال پسندی اور لبرل ازم سے دور ہو جائیں گے۔ اس ٹرسٹ کا دوسرا جرم اس کے کارکنوں کا اخلاص تھا۔ یہ لوگ بغیر کسی لالچ اور خوف کے کام کرتے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے کام میں برکت ڈال دی تھی۔ ٹرسٹ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی برکت آج کل امریکہ کے وارے میں نہیں' چنانچہ الرشید ٹرسٹ بش گردی کا شکار ہو گیا۔ اور اس کا تیسرا اور سب سے بڑا جرم اس کا پھیلاؤ تھا۔ یہ اسلامی دنیا کا واحد ٹرسٹ تھا جو بڑی تیزی سے پھیل رہا تھا' جس سے امریکہ اور یورپ کو خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں یہ ٹرسٹ پاکستان کی سرحدیں عبور کر کے پوری اسلامی دنیا میں نہ پھیل جائے' کہیں یہ اسلامی دنیا کا پہلا ملٹی نیشنل ٹرسٹ نہ بن جائے۔ چنانچہ اسے پوری طاقت سے دبا دیا گیا۔

میں اس خبر کو پچھلے بیس دنوں کی بری خبروں میں سب سے بری خبر سمجھتا ہوں۔ یہ انسانی تاریخ کا واقعہ ہے جس میں ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ کے نام پر لاکھوں بھوکوں کے سامنے سے روٹی' پیاسوں کے ہاتھ سے پانی' مریض کے بازو سے ڈرپ اور زخمی سے ایمبولینس چھین لی گئی۔ جس میں فلاحی کاموں پر پابندی لگا دی گئی' ہماری حکومت الرشید اور الاختر ٹرسٹ کی بے گناہی سے پوری طرح واقف ہے لیکن شاید اس میں صدر بش کو ''نو'' کہنے کا حوصلہ نہیں۔ چنانچہ آج اس ملک میں فلاح اور نیکی دونوں جرم بن چکی ہیں۔ میں نے جب سے یہ خبر پڑھی ہے' مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اگر خدانخواستہ امریکہ نے ہمارے کلمے پر اعتراض کر دیا تو ہم کیا کریں گے؟

(بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

[اس کالم کا عنوان تھا: ''بری خبر کے بیس دن'' جبکہ ادارہ کے نزدیک زیادہ بہتر عنوان ''اگر امریکہ نے کلمہ طیبہ پر اعتراض کر دیا تو؟'' بنتا ہے۔]

☆ نماز کے دوران نمازی کو کیا سوچنا چاہیے؟ ☆ وضو کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

☆ کیا موت کے وقت فرشتے نظر آتے ہیں؟

☆ مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے سورۂ یٰسین پڑھنا کیسا ہے؟ ☆ کیا حفّاظ کرام کے لئے قرآن سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: نماز کے دوران نمازی کو کیا سوچنا چاہیے؟ (نعیم احمد)

ج: نماز کے دوران یہ دھیان ہو کہ میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ ایک حدیث کے مطابق یہ کیفیت مطلوب ہے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں' اور اگر یہ نہ ہو تو (کم از کم) یہ کیفیت ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' دوران نماز پڑھے جانے والے الفاظ کے اگر معانی ذہن نشین ہوں تو نماز میں ان الفاظ پر توجہ کی جائے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ نماز کا اصل مقصود اللہ کی یاد ہے' جیسے فرمایا گیا: "اقم الصلوٰۃ لذکری" میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔"

س: وضو کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟ (محمد وسیم)

ج: سونے سے' پاخانے' پیشاب کے کرنے سے مذی اور ریح کے خارج ہونے اور دوران نماز با آواز بلند ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے'

س: قرآن حکیم میں عورتوں کے لیے جنت کی نعمتوں کا تذکرہ نہیں ملتا۔ کیا جنت کی نعمتیں مردوں کے لیے ہوں گی؟ (ملک عقیل)

ج: دین اسلام کی تعلیمات مرد' عورت' جوان' بوڑھے سب کے لیے ہیں۔ سورۃ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جو بھی نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ (آرام کی) زندگی (دنیا ہی میں) ضرور عطا کریں گے۔ اور جو اچھے کام وہ (اخلاص سے) کیا کرتے تھے' ہم انہیں ان کا (آخرت میں پورا پورا) حق دیں گے۔'' (آیت:97)

اگرچہ قرآن کریم کی کئی آیات میں جنت میں ملنے والی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے' تاہم یہ عربی زبان کی خصوصیت ہے کہ مذکر صیغہ میں کی جانے والی بات کا اطلاق مردوں اور عورتوں دونوں پر ہوتا ہے' الا یہ کہ کوئی ایسا قرینہ ہو جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ حکم یا خبر صرف مردوں کے لیے ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے انصاف پر یقین رکھتے ہیں تو ہمیں یہ بھی یقین رکھنا چاہیے کہ اچھی مومن عورتیں بھی جنت میں اسی طرح خوش رہیں گی' جس طرح کہ اچھے مرد خوش رہیں گے۔ جس طرح مرد کو چاہت کی ہر چیز ملے گی' اسی طرح جنتی عورت کی بھی ہر خواہش پوری ہوگی۔ جنت میں اس کی حیثیت حوروں کی سردار کی سی ہوگی۔

س: کیا ہم سورۂ یٰسین کی تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ سے درخواست کر سکتے ہیں کہ وہ اس کا ثواب فلاں مرحوم کو عطا کر دے؟ (عدنان خان)

ج: قرآن مجید میں ہے: ''لیس للانسان الا ماسعی'' ہر انسان کو اس کی کوشش کے مطابق ہی ملے گا۔ عبادت میں کسی کی نیابت درست نہیں' البتہ احادیث سے ثابت ہونے کی وجہ سے کسی کی طرف سے حج' عمرہ' صدقہ قربانی یا فوت شدہ کے ذمہ نذر کے روزے رکھنے جائز ہیں۔ انسان کے ہر نیک عمل کا اجر اس کے والدین اور اساتذہ کو بھی ملتا ہے۔ علاوہ ازیں کسی بھی دوسرے کے لیے نیک عمل کے بعد دعا کی جا سکتی ہے۔ بلکہ اپنی دعاؤں میں دوسروں کو لازماً یاد رکھنا چاہیے۔ بالخصوص فوت شدگان کے لیے تو دُعا سب سے بہترین تحفہ ہے۔ قرآن مجید یا اس کا کوئی حصہ پڑھ کر اس کا ثواب دوسرے کو منتقل کرنے کا رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرامؓ کی زندگی میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اس لیے ایسے عمل سے بچنا چاہیے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

س: کیا موت کے وقت فرشتے نظر آتے ہیں' کیا مرتے وقت انسان کو وہ جگہ دکھا دی جاتی ہے جہاں اس نے جانا ہے' یعنی جنت اور دوزخ' نیز مرتے وقت کلمہ پڑھایا جانا ضروری ہے؟ (رحمٰن صدیقی)

ج: حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے جسے امام مسلم اور امام نسائی نے اپنے مجموعہ احادیث میں شامل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ''کہ جب ایک مومن کا آخری وقت قریب آ جاتا ہے تو فرشتے سفید ریشم کی چادر لیے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں: ''اے نیک روح خوش ہو کر چلی آ''۔ اس فرد کی روح ایک ایسی خوشبو کے ساتھ باہر نکلتی ہے جو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشگوار ہوتی ہے۔ فرشتے اسے تھام کر لے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے پر پہنچاتے ہیں' اور اس کی ملاقات مومن روحوں سے کرواتے ہیں۔ جب کسی کافر کا انتقال ہوتا ہے تو عذاب کے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں: ''اے ناخوش روح سزا پانے کے لیے چلی آ''۔ اس کی روح کسی انتہائی سڑی ہوئی لاش کی بدبو کے ساتھ باہر نکلتی ہے اور وہ اسے دیگر کافروں کی روح کے ساتھ پھینک دیتے ہیں۔''

ہمیں یقیناً قریب المرگ فرد کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایسے فرد کے قریب قدرے بلند آواز میں کلمہ کا ورد کیا جائے تاکہ اسے یاد آ جائے' اور وہ کلمہ پڑھ لے' زبردستی نہ کہلوایا جائے۔ نبی اکرم ﷺ کے ایک فرمان کا مفہوم ہے کہ جس شخص کا پہلا کلام کلمہ شہادت اور آخری کلام کلمہ شہادت ہو (گویا زندگی بھر دین کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہو) تو اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔

س: ہم عالم اسلام میں دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ قرآن کریم کو سمجھے بغیر حفظ کر لیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تلاوت کلام اللہ کا ثواب بغیر سمجھے بھی ملتا ہے لیکن کیا حفاظ کے لیے ضروری نہیں کہ وہ قرآن کو سمجھنے کی بھی کوشش کریں؟ (خرم)

ج: قرآن مجید کو صحیح تلفظ کے ساتھ یاد کرنا' اس کا معنیٰ' مفہوم سمجھنا' اس پر عمل پیرا ہونا' لوگوں کو اس کے احکامات سے آگاہ کرنا اور معاشرے میں اس کو نافذ کرنا قرآن مجید کا حق ہے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو یہ ایک بہترین اور مثالی صورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن عمرؓ کو سورۃ البقرہ یاد کرنے میں آٹھ سال لگے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مختلف راستے ہیں۔ حفظ قرآن اس میں پہلا قدم ہے۔ جو یقیناً ثواب اور رحمت سے خالی نہیں۔ صحیح احادیث میں تلاوت قرآن اور حفظ قرآن کے فضائل بکثرت موجود ہیں۔ تمام مسلمانوں کی طرح حافظ قرآن کو بھی قرآن مجید سمجھنے کی کوشش لازمی کرنی چاہیے۔ قرآن مجید کے اصل مقصود یعنی اس پر عمل کو پیش نظر رکھ کر دستیاب وسائل سے استفادہ حافظ' اور غیر حافظ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جا سکتے ہیں۔

تنظیم اسلامی گوجرانوالہ کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی پروگرام

یکم فروری کو مرکز تنظیم اسلامی گوجرانوالہ میں ایک دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ نماز مغرب کے بعد مولانا حافظ محمد افضل نے سورۃ الاحزاب کی آیت 35 کے حوالے سے مسلمان مرد اور مسلمان عورت کی صفات کا ذکر کیا۔ درس قرآن کے بعد مولانا محمد منیر نے درس حدیث دیا' جس کا موضوع ''موت کی یاد'' تھا۔ آپ نے حدیث کے حوالے سے مومنین کو موت سے محبت کرنے کی تلقین کی اور اس کے فوائد گنوائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان اگر موت کو یاد رکھے تو اُس کی زندگی غلط رخ اختیار نہیں کرے گی۔ نماز عشاء کے بعد محترم خورشید نبی نور نے مذہب اور دین کے فرق پر لیکچر دیا' اور دین بحیثیت نظام زندگی کی وضاحت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری اکثریت مراسم عبودیت ہی کو کل دین سمجھتی ہے' اسی لئے زندگیوں میں دورنگی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ایسا نظام زندگی ہے جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام معاملات میں مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس کے بعد کھانے کا اہتمام تھا۔

کھانے کے بعد ناظم حلقہ گوجرانوالہ نے فرائض دینی کے جامع تصور پر اختصار سے گفتگو فرمائی۔ ناظم حلقہ کی گفتگو کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں آخرت کی فکر اور خلوص فی العمل عطا فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: انوار احمد خان)

تنظیم اسلامی دیر کے زیر اہتمام شب بیداری

3 فروری کو تنظیم اسلامی دیر شہر کے زیر اہتمام بعد از نماز عشاء ایک شب بیداری منعقد کی گئی۔ جس میں رفقائے تنظیم اور احباب نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز بعد از نماز عشاء درس قرآن سے ہوا۔ جناب محمد حنیف نے سورۃ العصر پر مفصل گفتگو کی۔ درس حدیث جناب حاجی عبدالعلی خان نے دیا۔ بعد میں راقم نے فرائض دینی کے جامع تصور کی وضاحت کی۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد مقامی امیر لائق سید نے منہج انقلاب نبوی ﷺ پر خطاب فرمایا۔ اس کے بعد بانیٔ تنظیم کے خطاب کا ویڈیو دکھایا گیا۔ اور آخر میں آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرنے کی غرض سے تجاویز و مشورے کئے گئے اور آئندہ پروگرام کے لئے وقت اور تاریخ مقرر کی گئی۔ رات بارہ بجے اِس پروگرام کا اختتام ہوا' اور مقامی رفقاء اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

(مرتب: سعید اللہ خان)

امیر حلقہ جنوبی پنجاب کی منفرد رفقاء سے ملاقات

امیر حلقہ جنوبی پنجاب جناب سعید اظہر عاصم نے اپنے حلقہ کے منفرد رفقاء سے ملاقات کا پروگرام طے کیا۔ حسب پروگرام امیر حلقہ اور معتمد حلقہ 3 فروری 2007ء بوقت چار بجے قرطبہ مسجد گارڈن ٹاؤن ملتان کینٹ پہنچے۔ جہاں اسرہ ملتان کینٹ کے رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ امیر حلقہ نے تنظیم کی اہمیت اور اس پُرفتن دور میں فتنوں سے بچنے کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تنظیم کا وجود ہمارے لئے بہت بڑا سہارا ہے۔ جماعتی زندگی میں رہ کر انسان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رہنے میں مدد ملتی ہے۔ نیز نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق جماعتی زندگی اپنانا سنت رسول ﷺ بھی ہے' اور غیر جماعتی زندگی گزارنا خلاف سنت ہے۔

<u>چاہ اناراں والا روانگی:</u> اُسرہ کینٹ سے چاہ اناراں والا روانگی ہوئی۔ نماز مغرب وہیں ادا کی گئی۔ وہاں سید جہانزیب اور غلام رسول اور حافظ خدا بخش آزاد سے ملاقات ہوئی۔ تنظیمی اجتماعات میں شرکت' انفاق کی ضرورت اور ذاتی احتسابی یادداشت رپورٹ بک کی اہمیت پر رفقاء سے گفتگو ہوئی۔ رات کا قیام جہانزیب صاحب کے گھر پر ہوا۔ صبح نماز فجر کے بعد امیر حلقہ نے درس قرآن دیا۔ جس میں 2 افراد نے شرکت کی۔ ناشتہ کے بعد مظفر گڑھ روانگی ہوئی۔

<u>مظفر گڑھ کے رفقاء سے ملاقات:</u> 4 فروری کو کمیٹی چوک (مظفر گڑھ شہر) میں رفیق تنظیم محمد جمیل سے ملاقات کے لئے ان کے میڈیکل سٹور پر گئے' لیکن دکان بند تھی۔ وہاں سے بصیرہ روانہ ہوئے۔ بصیرہ میں ہمارے پرانے رفیق تنظیم ناصر انیس خان کی رہائش ہے۔ بصیرہ سے جادہ جانڈیہ ان کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ ناصر انیس نے اپنے حلقہ احباب کو امیر حلقہ کی آمد کی اطلاع دے رکھی تھی اور قریبی مسجد میں اُن کا خطاب بھی رکھا تھا۔ ساڑھے دس بجے امیر حلقہ نے 15 احباب سے تعارف بھی حاصل کیا اور درس قرآن بھی دیا۔ شرکاء کی خواہش پر ہفتہ وار درس بذریعہ ویڈیو شروع کرنے کا پروگرام طے ہوا۔ امیر حلقہ نے ہر دوسرے ماہ کے آخری ہفتہ کے دوران درس کا وعدہ فرمایا۔ تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ناصر انیس کو ہمراہ لے کر تونسہ شریف روانگی ہوئی۔

<u>تونسہ شریف میں رفقاء سے ملاقات:</u> 4 فروری کو ہی مظفر گڑھ سے براستہ ڈیرہ غازی خان تونسہ روانہ ہوئے۔ دو بجے تونسہ شریف پہنچے۔ تونسہ میں رضا محمد گجر کے گھر پر رفیق تنظیم حق نواز قیصرانی سے ملاقات ہوئی۔ رضا محمد گجر نے دوسرے احباب کو بھی دعوت دی ہوئی تھی۔ ظہر کی نماز کے بعد کھانا کھایا' اور عصر تک رفقاء سے ملاقات و گفتگو ہوئی۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد براستہ کوٹ اڈو واپس ملتان عازم سفر ہوئے۔ (مرتب: شوکت حسین)

تنظیم اسلامی تیمر گرہ کی شب بیداری

اسلامی تنظیم تیمر گرہ کے زیر اہتمام شب بیداری کا پروگرام 3 فروری کو ہوا۔ یہ پروگرام بروز ہفتہ نماز عصر تا بروز اتوار جاری رہا۔ پروگرام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بعد نماز عصر ''ایمان کی دعوت'' پر امیر حلقہ جناب محمد فہیم نے مفصل گفتگو کی۔ آپ نے کہا کہ ہمیں قانونی ایمان سے حقیقی ایمان کی طرف بڑھنا ہوگا۔ قانونی ایمان ہماری دنیا کی ضرورت ہے' جبکہ قیامت کے دن نجات کا فیصلہ حقیقی ایمان کی بنیاد پر ہوگا۔ حقیقی ایمان پیدا کرنے کے لئے ہمیں قرآن سے چمٹنا ہوگا۔ اس کے بعد رفقاء و احباب کا تعارف ہوا' اور ساتھ ہی تنظیم اسلامی کا مقصد اور طریقہ کار مختصر انداز میں بیان کیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ شرکاء کو بتایا گیا کہ بندگی' دعوت بندگی اور نظام بندگی کے لئے کی جانے والی ہر کاوش جہاد فی سبیل اللہ کہلاتی ہے اور اس کی آخری منزل قتال فی سبیل اللہ ہے۔ ہر مومن کو اس بات کی آرزو رکھنی چاہیے کہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہو جائے۔

عشاء کے بعد نوجوان عالم دین جناب رفیع الحق نے اُس حدیث کی تشریح کی جس میں آپ ؐ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں درس و تدریس کی غرض سے جمع ہوں' اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ اس کے بعد ایک اور رفیق جناب اسرار الدین نے ایک نظم پیش کی جس سے دلوں میں ایمانی جذبہ تازہ ہوا۔ آخر میں جناب شیبا احمد کی اجتماع ذمہ داران میں کی گئی تقریر جس کا عنوان تھا: ''شیطان کی پہچان اور اس کے ہتھکنڈوں سے بچنے کی تدابیر'' کی ویڈیو دکھائی گئی۔

اگلی صبح نماز فجر کے بعد سورۃ العصر پر مقامی تنظیم تیمر گرہ کے امیر جناب شاکر اللہ صاحب نے درس دیا' جسے احباب و رفقاء نے بہت پسند کیا۔ درس کے بعد آخری سورتوں کے حفظ و تجوید کے لئے دو حلقے بنائے گئے اور نماز اشراق تک یہ عمل جاری رہا۔ ناشتہ کے بعد رفقاء و احباب گھروں کو رخصت ہوئے۔ اس پروگرام میں 13 رفقاء اور 9 احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: احسان الودود)

تنظیم اسلامی اُسرہ الہ ڈھنڈ میں دعوتی اجتماع

11 فروری 2007ء کو ''الھدیٰ لائبریری'' اُسرہ الہ ڈھنڈ میں ایک دعوتی اجتماع منعقد ہوا' جس میں ایک مبتدی اور دو ملتزم رفقاء کے علاوہ بیس احباب نے شرکت کی۔ اجتماع کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ درس قرآن ملتزم رفیق محمد اسلم نے دیا۔ انہوں نے سورۃ البقرہ کی آیت 177 کی تشریح کی۔ درس حدیث کی ذمہ داری راقم نے ادا کی۔

درس حدیث کے بعد امیر تنظیم بٹ خیلہ مولانا شوکت اللہ نے وائٹ بورڈ پر خاکے کی مدد سے فرائض دینی کے جامع تصور کو بہت احسن طریقے سے واضح کیا۔ انہوں نے تقریباً ایک گھنٹہ اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی' لیکن ابھی سامعین ''ھل من مزید'' کے متمنی تھے۔ اختتامی دعا پر اجتماع کا خاتمہ ہوا۔'' (رپورٹ: احتشام الحق)

✿✿✿✿✿✿✿✿

ایران پر منڈلاتا حملہ

عالمی ذرائع ابلاغ میں متواتر یہ خبریں شائع ہورہی ہیں کہ امریکا اگلے چند ماہ میں ایران پر بڑا فضائی حملہ کرنے والا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس بات کو اتنا اچھالنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو ایرانیوں کو زیادہ سے زیادہ خبردار کرنے والی بات ہے۔ یقیناً صیہونیوں کے قبضے میں عالمی ذرائع ابلاغ کوئی چال چل رہے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ایران پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ اپنا ایٹمی منصوبہ ترک کر دے۔ اُدھر ایرانی ہر قیمت پر اُسے جاری رکھنے کا اعلان کر چکے ہیں۔

امریکا اور اسرائیل کو سب سے زیادہ تشویش اس امر پر ہے کہ ایرانی یورینیم کی افزودگی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ واضح رہے کہ اسی عمل سے ایٹم بم بنانے کے قابل یورینیم بنایا جاتا ہے۔ اسی لیے ایک طرف تو ایران پر حملے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں' دوسری طرف سیکورٹی کونسل کی قراردادوں کے ذریعے اس پر دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ وہ افزودگی بند کردے۔ اس سلسلے میں ایرانیوں کو پرکشش ترغیبات بھی دی جارہی ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اگر امریکا اور اسرائیل نے ایران پر حملہ کیا' تو یقیناً سوچ سمجھ کر ہی یہ بھیانک قدم اٹھائیں گے' کیونکہ اس کی انہیں بھاری قیمت بھی ادا کرنی پڑسکتی ہے۔

اسرائیل سے تعلقات توڑ لیے جائیں

اسرائیلیوں نے مسجد اقصیٰ کے نزدیک کھدائی کا منصوبہ شروع کررکھا ہے۔ بظاہر اسرائیلی حکومت کا کہنا ہے کہ وہ اس طرح مسجد کو مضبوط کرنا چاہتی ہے' مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ہیکل سلیمانی کی تلاش میں ہے۔ ہیکل سلیمانی کی بنیادیں تلاش کرنے پر صیہونیوں کو مسجد اقصیٰ شہید کرنے کا بہانہ مل جائے گا۔ ان کے مذموم مقاصد دیکھتے ہوئے اسلامی سربراہ تنظیم (آو آئی سی) کے موجودہ سربراہ' ملائیشیا نے مسلمان ممالک کو تجویز پیش کی تھی کہ اس مسئلے پر اسرائیل سے سفارتی تعلقات منقطع کرلیے جائیں۔

پچھلے دنوں ملائیشیا کے وزیر خارجہ سید حامد نے یہ نوید سنائی کہ اسلامی ممالک کی حکومتوں نے اصولاً اسرائیل سے تعلقات توڑنے کے عمل کو درست قرار دیا ہے۔ تاہم یہ تعلقات عارضی طور پر منقطع ہوں گے۔ ہمارے خیال میں اگر یہ بھی ہوجائے' تو کم از کم اسرائیلی حکومت کو یہ پیغام ملے گا کہ اسلامی ممالک صرف زبانی دھمکیوں پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ضرورت پڑنے پر عملی قدم بھی اٹھا سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اسلام آباد میں جمع ہونے والے ہم خیال مسلم ممالک کے وزراء خارجہ نے اس قسم کا کوئی عندیہ نہیں دیا۔ لگتا ہے کہ اب تو محض ''بیان بازی'' سے بھی گریز کی راہ اختیار کی جانے لگی ہے۔

امت مسلمہ میں ایک دو ممالک کے علاوہ ملائیشیا ہی ایسا ملک ہے جو کھل کر اسرائیلی پالیسیوں پر تنقید کرتا ہے۔ اس نے اقوام متحدہ پر دباؤ ڈال رکھا ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کی کھدائی رکوائے۔ اس سلسلے میں وہ عالمی عدالت انصاف میں اسرائیل کے خلاف مقدمہ بھی دائر کرنا چاہتا ہے۔

محمد یونس کی سیاسی جماعت

بنگلہ دیش کے مشہور رہنما اور نوبل انعام یافتہ محمد یونس نے اعلان کیا ہے کہ وہ عنقریب ناگورگ شکتی (عوام کی طاقت) نامی سیاسی جماعت بنارہے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ یہ جماعت آئندہ پارلیمانی انتخابات میں تمام تین سو نشستوں پر اپنے امیدوار کھڑے کرے۔ محمد یونس ایک سیاسی جماعت اسی لیے قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ بنگلہ دیش میں صحت مند سیاست رواج پاسکے۔

لندن میں ''سپر مسجد'' کی تعمیر

برطانیہ کا ایک ٹرسٹ انجمن اصلاح مسلمین مشرقی لندن میں یورپ کی سب سے بڑی مسجد تعمیر کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے۔ یہ ٹرسٹ تبلیغی جماعت کی ملکیت ہے۔ اس مسجد میں ستر ہزار نمازی نماز ادا کرسکیں گے اور یہ 18 ایکڑ رقبے پر تعمیر ہوگی۔ نیوہیم کونسل اور لندن ٹیمز گیٹ وے یونیٹری ڈویلپمنٹ کارپوریشن' دونوں مسجد تعمیر کرنے پر رضامند ہوگئی ہیں۔ یہ مسجد 300 ملین پاؤنڈ کی لاگت سے تعمیر کی جائے گی۔

تاہم مسئلہ یہ ہے کہ مسجد کی جگہ اس علاقے میں ہے جہاں آئندہ اولمپک مقابلے منعقد ہوں گے۔ اسی مقصد کے لیے وہاں قائم یورپ کا سب سے بڑا ایونجیکل چرچ ڈھایا جارہا ہے۔ عیسائی تنظیموں نے اعتراض کیا ہے کہ جب چرچ ڈھایا جارہا ہے تو مسجد تعمیر کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ پھر کچھ گروپوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ تبلیغی جماعت میں القاعدہ کے ارکان شامل ہوچکے ہیں اور وہ اس کی آڑ میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے اب مسجد کی تعمیر میں رکاوٹیں پیدا ہوگئی ہیں۔

پاکستان' بھارت' ایران گیس پائپ لائن

پچھلے دنوں گیس پائپ لائن بچھانے کا منصوبہ اس وقت زندہ ہوگیا جب پاکستان اور بھارت نے اپنے اختلافات دور کرلیے۔ معاہدے کے مطابق پہلے مرحلے میں دونوں ممالک آمدہ گیس میں سے برابر حصہ لیں گے۔ دوسرے مرحلے میں گیس کی تقسیم اسی طرح ہوگی کہ دونوں ملکوں کو اپنا اپنا حصہ مل جائے۔ پہلا مرحلہ تیس برس تک چلے گا اور دونوں ملکوں کو روزانہ 2.1 ارب کیوبک فٹ گیس ملے گی۔

یہ گیس پائپ لائن ایران سے شروع ہوکر بھارت میں ختم ہوگی اور اس طویل پائپ لائن پر سات ارب ڈالر لاگت آنے کا امکان ہے۔ اور یہ 2010ء یا 2011ء میں چالو ہوجائے گی۔

افغانستان: مجاھدین کی حمایت میں مظاھرہ

پچھلے ماہ افغان وزیراعظم حامد کرزئی نے اعلان کیا تھا کہ روس کے خلاف لڑنے والے افغان مجاہدین کو جنگی جرائم کے سلسلے میں گرفتار نہیں کیا جائے گا اور جو قید ہے' انہیں رہا کردیا جائے گا۔ اس پر افغان پارلیمنٹ میں بحث شروع ہوگئی۔ کئی ارکان کا کہنا تھا کہ افغان مجاہدین کو جنگی جرائم سے مستثنیٰ قرار نہ دیا جائے۔ اِن ارکان کے خلاف کابل میں پچیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے مظاہرہ کیا۔ انہوں نے افغان حکومت پر زور دیا کہ وہ سب گرفتار مجاہدین کو رہا کردے۔ لگتا ہے کہ اس مسئلے پر خصوصاً کابل میں آگے چل کر فسادات شروع ہوسکتے ہیں۔

شیعہ سنی اتحاد

امریکا' اسرائیل اور ان کے حواری یہ دیکھ کر پریشان ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمان اپنے اختلافات بھلا کر ان کے خلاف صف آرا ہورہے ہیں۔ اسی لیے انہوں نے ایسی سازشیں شروع کر دی ہیں کہ شیعہ سنی میں فسادات ہوسکیں۔ دراصل مسلمان اگر فرقوں میں بٹ گئے تو ان کی طاقت کم ہوجائے گی اور یہی وہ چاہتے ہیں۔ حالیہ لبنان جنگ میں شیعہ سنی لبنانیوں نے ایسے بے مثال اتحاد کا مظاہرہ کیا کہ صیہونیوں کا اخبار نیویارک ٹائمز یہ لکھنے پر مجبور ہوگیا ''اسرائیلی حملے نے لبنان میں شیعہ سنی اختلافات کا خاتمہ کردیا۔''

صرف لبنان ہی نہیں پوری دنیا میں مسلمان اتحاد کی طاقت سے آشنا ہورہے ہیں۔ مثال کے طور پر ایران ماضی کو بھلا کر ہرات میں طالبان کی حمایت کررہا ہے۔ حماس نے لبنانی جنگ کے دوران کھل کر حزب اللہ کا ساتھ دیا۔ القاعدہ کے نمبر 2' الزواہری نے پوری دنیا کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ حزب اللہ کی جدوجہد میں ان کا ساتھ دیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ عام مسلمانوں کے برعکس اسلامی ممالک کے حکمرانوں نے اپنی امیدیں امریکا سے وابستہ کررکھی ہیں اور وہ اسی کے مفادات پورے کرنے پر کمربستہ رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حسن نصراللہ اور احمدی نژاد کی مقبولیت کے باعث پریشان ہیں۔ وہ اس حقیقت سے منہ چرا رہے ہیں کہ دونوں رہنما امریکا اور دیگر طاقتوں کو للکار کر مسلمانوں میں مقبول ہوئے ہیں۔

موغا دیشو میں لڑائی جاری

صومالیہ کے دارالحکومت' موغا دیشو میں ایتھوپین فوج اور حریت پسندوں کے درمیان زبردست جنگ کے نتیجے میں دس افراد ہلاک ہوگئے' جبکہ ہزاروں افراد دارالحکومت سے فرار ہو گئے۔ واضح رہے کہ پچھلے دسمبر کو ایتھوپین فوج کی مدد سے صومالیہ کی عبوری حکومت نے دارالحکومت پر قبضہ کرلیا تھا۔ عبوری حکومت کے صدر عبداللہ یوسف کا کہنا ہے کہ اسلام پسندوں کے بچے کھچے دستے ایتھوپین فوج پر حملے کررہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تین ماہ گزر جانے کے بعد عبداللہ یوسف موغا دیشو میں قدم نہیں جما سکے اور اگر آج ایتھوپین فوج واپس چلی جائے تو یہ شہر دوبارہ اسلام پسندوں کے پاس چلا جائے گا۔ ان کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ وہ مقامی قبائل کے سرداروں کو ساتھ ملانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ پھر ایتھوپین فوج کی موجودگی بھی صومالیوں کو کھل رہی ہے' جو ان کے سخت خلاف ہیں۔ ایتھوپین فوج افریقن یونین فوج کی آمد تک رکی رہے گی۔ افریقن یونین کی آٹھ ہزار فوج صومالیہ آنے والی ہے۔

مکتوب نگار حضرات متوجہ ہوں

بعض مکتوب نگار حضرات محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے نام خطوط میں اپنا نام اور پتہ درج نہیں کرتے۔ ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنا نام پتہ ضرور درج کیا کریں' اس کے بغیر ارسال کئے جانے والے خطوط نہیں پڑھے جاتے۔ امید ہے آپ اس پر توجہ فرمائیں گے۔

معتمد ذاتی ڈاکٹر اسرار احمد
بانی تنظیم اسلامی

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی اقبال ٹاؤن کے اسرہ کینال ویو کے رفیق عمران ریاض کی 2 سالہ صاحبزادی کینسر کے مرض میں مبتلا ہے اور شوکت خانم کینسر ہسپتال میں زیر علاج ہے۔

☆ تنظیم اسلامی اقبال ٹاؤن کے اُسرہ راوی بلاک کے نقیب فاروق احمد گیلانی کی اہلیہ تھائیرائڈز (Thyroids) کے مرض میں مبتلا ہیں اور زیر علاج ہیں۔

قارئین اور احباب سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

بقیہ: اداریہ

موجود ہے۔ کون نہیں جانتا تھا کہ پولیس اگر صدفی صد دیانت دار، مخلص اور فرض شناس بھی ہو جائے تب بھی فائرنگ اور کیمیکل ڈور کے استعمال کو روکا نہیں جا سکتا۔ کون نہیں جانتا تھا کہ جھوٹے سچے ضابطے اور آرڈیننس اندھی گولیوں کے رخ نہیں موڑ سکتے لیکن چند بگڑے ہوئے نو دولتیوں کی بے ہنگم اچھل کود کی خاطر اور حکمرانوں کے غیر ملکی آقاؤں کو اپنی روشن خیالی ثابت کرنے کی خاطر گئی' کتنی ماؤں کی گود خاک آلود کر دی کتنی سہاگنیں بے تاج ہوگئیں' کتنے بوڑھوں کی توانا لاٹھیاں ٹوٹ گئیں۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ بسنت کے دوران ہونے والے قتل عام کو قتل عمد قرار دے کر بسنت کی اجازت دینے والوں کے خلاف تعزیرات پاکستان دفعہ 302 کے تحت مقدمہ درج ہو۔ ہمیں یقین ہے کہ دنیا میں ایسا نہ ہو سکا تو روزِ قیامت ایسا ضرور ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ

ایک رفیق..... چار احباب

داعی کا مقام

☆ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ رَجُلٍ يُنْعِشُ لِسَانَهٗ حَقًّا يُعْمَلُ بِهٖ بَعْدَهٗ اِلَّا اَجْرَى اللّٰهُ عَلَيْهِ اَجْرَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ وَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثَوَابَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اپنی زبان سے کوئی حق بات کہے' جس پر اس کے بعد عمل کیا جاتا رہے تو قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ اس کا اجر جاری فرما دیتے ہیں' پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پورا پورا ثواب عطا فرمائیں گے۔''

☆ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا)) (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص (لوگوں کو) ہدایت اور خیر کے کاموں کی دعوت دے' اُس کو ان تمام لوگوں کے عمل کے برابر اجر ملتا رہے گا جو اس خیر کی پیروی کریں گے اور پیروی کرنے والوں کے اپنے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اسی طرح جو شخص (لوگوں کو) گمراہی کے کاموں کی طرف بلائے گا اس کو ان سب کے عمل کا گناہ ملتا رہے گا جو اس گمراہی کی پیروی کریں گے اور اس کی وجہ سے ان پیروی کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔''

دعوتی تحریک کے سلسلے میں تنظیم اسلامی کے مرکزی شعبۂ دعوت کی ٹیم کے آئندہ پروگراموں کا شیڈول حسب ذیل ہے:

- تیمر گرہ 16 مارچ
- پشاور 18 مارچ
- کوئٹہ 20 مارچ
- جھنگ 23 مارچ
- سرگودھا 25 مارچ

ساتھیوں سے درخواست ہے کہ وہ کثیر تعداد میں ان پروگراموں میں شریک ہو کر تنظیمی عہد کی پاسداری کریں

نوٹ: باقی مقامات کے پروگراموں کا شیڈول ندائے خلافت کے آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیے!

المعلن: مرکزی شعبۂ دعوت تنظیم اسلامی

67۔ اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ فون: 6316638-6366638

ای میل: markaz@tanzeem.org ویب سائٹ: www.tanzeem.org

Vol: 16 Regd. No. LRL -50 No. 08

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan

In Defence of "dictators"

A US magazine, PARADE, issued its annual List of the world's worst dictators. The problem with the definition of dictators is that half of the listed "dictators" are puppets, surviving in power only because of the support of real dictators. The flawed criteria used for listing dictators considers only those heads of states as dictators "who exercise arbitrary authority over the lives of his citizens and who cannot be removed from power through legal means."

There is no contention with the listed dictators. The problem lies with the fact most of the listed dictators are puppets, who would not be there without the blessing of the "elected" and "democratic" dictators. These "democratic" dictators can definitely be removed through legal means, but their acts and rule is far more dictatorial and dangerous to the world peace than the listed dictators.

For example, none of the other dictators combined have committed far more terrible human rights abuses on international level than George Bush and Tony Blair. Yet they are not even considered in the category of dictators. What is important: the level and scope of crimes committed against humanity or simply the means to one's going out of power?

Of course, the list published in Parade draws in part on reports by global-human rights organizations, including Human Rights Watch, Freedom House, Reporters Without Borders and Amnesty International. But one wonders what happened to all the reports of these organizations on Iraq, Afghanistan, Guantanamo Bay, Palestine, Chechnya and Kashmir. Which dictators is at fault of the abuse of human rights, civil war and mass killings in these places.

Many of the listed and unlisted dictators (e.g., Karzai in Kabul, Malaki in Baghdad) would not even be on the radar screen today if they were not fully supported by Bush, Blair and the rest of their allies. Suddan's Omar al-Bashir is put in the first place for killing 180,000 civilians in Darfur in Western Sudan and displacing 2 million people from their homes. Compare this with the killings and displacement of people as a result of Bush and Blair's war of aggression on the basis of lies.

Is it necessary that a dictatorial regime must always be run by just one dictator? What if dictators follow one after another through the so-considered legal means and popular elections? What if these seemingly democratically elected leaders act far worse than the listed dictators? Think of the successive Israeli heads of state, who have been committing ethnic cleansing for the past 60 years. Think of the successive US and UK leadership since the Gulf War II, for instance, who have taken lives of at least 1.8 million through the genocidal sanctions in Iraq alone. Why their rule should not be considered as dictatorial?

Islam Karimov, Musharraf, King Abdullah of Jordan, and Meles Zenawi of Eithopia, of course, are dictators. But who is supporting them? Who are sustaining them in power? Whose military forces are protecting Saudi Kingdom and Kuwaiti Sheikhdom? If not for the Western backing, these dictators cannot survive a single day in power. Massacres of Karimov, illegal detentions of Musharraf and torturous security apparatus of King Abdullah are all acceptable only because they are claiming to be the best friends of the United States and U.K. and are fighting "radical Islamists."

Validity of the effort is doubtful. The list seems to be politically motivated as well. Syed Ali Khamane'i of Iran is at ninth place, whereas dictator Musharraf is at number 17. There is no mention to the butchers of Algeria, fully supported by France and other Western governments. On the other hand, Castro is listed as a dictator only because he is not holding elections. There is no count of the country he invaded. There is no count of the lies he told to his people and the United nations. There is not count of his concentration camps. On the Cuban soil, the only concentration camp belongs to dictator Bush, not Castro.

The bottom-line is that irrespective of the titles, Bush remains dictator number one and Blair number two. It hardly matters if people are given a chance to protest in streets in millions before they go to launch wars of aggression. In the end, it is their decision that counts, not the will of the people. The co-opted media's white washing crimes of these top dictators hardly makes them less dictatorial. Similarly, listing some puppets as dictators and ignoring their masters is the worst injustice Western analysts and organizations are doing to humanity.

A constructive role on the part of Parade magazine and other media outlets will be to place Bush and Blair on the top of their list of dictators and tell the truth as it is: almost half of the listed dictators will face the fate of Saddam Hussein at the hands of their people, provided the puppet-masters in London and Washington either leave the directly and indirectly occupied nations alone, or the super-dictators in UK and US are brought to justice by their respective nations for their crimes against humanity.

The title of Parade's article about dictators reads: "Let's not lose sight of those heads of state who terrorize and abuse the rights of their own people." The question is, who is going to focus sights on those heads of state who terrorize, brutalize and massacre people of other nations, besides cheating and deceiving their own?